311

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ، 17۔جون 2007

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 08-2007 پر عام بحث کا آغاز

313

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## چودھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

### اتوار، 17۔جون2007

(یوم الاحد، یکم جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿17﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿18﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿19﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿20﴾
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿21﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿22﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿23﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿24﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿25﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿26﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿27﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿28﴾

**سورة الرّحمٰن آیات 17 تا 28**

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے) (17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں (19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں (24) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ

گے ؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی (27) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (28)

**وما علینا الا البلاغ o**

**جناب سپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم تحاریک استحقاقات take up کرتے ہیں۔

**رانا آفتاب احمد خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

## تعزیت

### پیپلز پارٹی گجرات کے ورکر سرمد منصور کی وفات پر دعائے مغفرت

**رانا آفتاب احمد خان:** جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ چاہوں گا کہ آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ہم دو چار روز سے غیر قانونی حراستوں کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ ہمارے ایک آفس بیرر سرمد منصور جن کا تعلق گجرات سے تھا ان کو گرفتار کیا گیا اور وہاں پر کہا گیا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کے باوجود ڈی ایس پی نے ان کو زبردستی کوٹ لکھپت جیل میں پہنچا دیا۔ وہاں پر بھی جب ہمارے عہدے دار گئے اور انہوں نے کہا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ ان کا علاج کروائیں تو ڈاکٹر نے کہا کہ He is hail and hearty وہاں پر جوان کی موت واقع ہوئی ہے۔ زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مگر یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ دانستہ طور پر ایک آدمی کو غیر قانونی طریقے سے رکھنے کی وجہ سے ہوا ہے اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے ؟

**جناب سپیکر:** شکریہ۔آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے لیکن ابھی چونکہ بجٹ پر بحث ہونی ہے تو آپ بحث میں اس بات کا بھی ذکر کر دیں۔آپ تشریف رکھیں۔

**رانا آفتاب احمد خان:** جناب سپیکر! ہم اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا چاہتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، دعائے مغفرت کریں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے ورکر سرمد منصور کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

**جناب ارشد محمود بگو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

## پوائنٹ آف آرڈر
## دوران اجلاس ایوان میں اجنبی شخص کے داخل ہونے کے بارے میں
## جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس روز بجٹ پیش ہوا اس روز جو صورتحال اس ہاؤس میں create ہوئی اگر اس کا ذکر نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس پر جو بھاری ذمہ داری آپ کی وساطت سے عائد ہوتی ہے اس سے درگزر کرنے کے جرم میں شاید ہم میں سے کوئی شخص بھی بری الذمہ نہ ہو۔ ایک تو میں اس پر یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا کوئی اجنبی جو اس ہاؤس کا فاضل ممبر نہیں ہے اور جس کا تعلق اسمبلی سیکرٹریٹ سے نہیں ہے کیا وہ اسمبلی premises میں آسکتا ہے۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں آسکتا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ اس دن کی کارروائی ٹی وی پر ملاحظہ فرمالیں کہ اسی روز اقبال نامی ایک شخص جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے فوٹو گرافر ہیں وہ ممبرز کو باقاعدہ ہدایات دے رہے تھے کہ اس طرح کریں، اس طرح کریں، اس طرح کریں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ نے اس وقت نشاندہی کرنی تھی۔ اب کیسے پتا چل سکتا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ٹی وی پر بھی آیا ہے آپ ٹی وی چلا کر دیکھ لیں۔ پچھلے 55 سال سے ایسا کبھی بھی نہیں ہوا ہے کہ کوئی اجنبی ہاؤس کے اندر داخل ہو سکے۔ دوسرا میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ آپ کا احترام اور عزت چاہے کسی کا تعلق اپوزیشن سے یا گورنمنٹ پارٹی سے ہے وہ یکساں طور پر آپ پر blind trust بھی کرتا ہے اور آپ کی عزت و احترام بھی کرتا ہے۔ اس دن اگر آپ کو یہ موقع دیا جاتا، گورنمنٹ یہ پروگرام بنا کر آئی تھی جس طرح چودھری ظہیر الدین میرے بڑے محترم بھائی ہیں، یہ اس دن ایکٹر ڈائریکٹر کا پارٹ ادا کر رہے تھے اور زاہدہ سرفراز کو باقاعدہ ہدایات دے رہے تھے کہ جاؤ پکڑو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس دن بھی ہاؤس کو پُرامن رکھنے کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی جاتی تو میں کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس بڑے پرامن طریقے سے چلتا لیکن میں یہ کہوں گا کہ وزیراعلیٰ پنجاب یہاں پر موجود تھے۔ پچھلے چار سال سے اتنے بڑے بڑے issues یہاں پر ہوئے ہیں اور جب آپ نے چاہا کہ یہ ہاؤس پُرامن ہو جائے یہ ہاؤس پُرامن ہو گیا۔ اگر اس دن بھی ہمیں بات کرنے کی اجازت دے دی جاتی۔ قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اور ہم بھی بات کرنا چاہتے تھے اور راجہ صاحب نے جو تیلی لگا کر شرارے پھینکے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹھیک نہیں۔

**جناب سپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ بگو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔

**جناب ارشد محمود بگو:** جناب سپیکر! صرف ایک منٹ میں، میں اپنی بات مکمل کر لیتا ہوں۔ میں آخر میں رضا گیلانی صاحب، کیانی صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن چوہدری ارشد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری بہن زاہدہ سرفراز کے عتاب سے ہماری بہن عظمیٰ بخاری کو بچالیا۔ انہوں نے بڑا زور دیا تھا اور یہ تین تین آدمیوں سے بھی نہیں رک رہی تھیں۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، فرمائیں!

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** جناب سپیکر! میں ان ہی کے ارشادات کے حوالے سے چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ یہ ایک ایکٹر، ڈائریکٹر کا رول ادا کر رہے تھے۔ میں یہاں پر موجود تھا اور ہمارا کام صرف یہ تھا کہ جب یہ سپیکر کا گھیراؤ کرنے کے لئے آگے آتے تھے، ان کی ایک لسٹ ہے ہم ان کو اس سے آگے آنے نہیں دیتے تھے ورنہ یہ کسی قسم کا کوئی ابہام یا جیسا کہ rough language میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی اور گند پیدا کرتے۔ ہم نے ان کو وہاں پر روکا۔ یہ ڈائریکٹر کی بات کرتے ہیں میں یہ کہوں گا کہ باہر بیٹھے ہوئے ریموٹ کنٹرول سے جو ڈائریکشن ہوتی ہے تو اس سے بعض اوقات غلط کریکٹر سلیکٹ ہو جاتے ہیں، غلط ایکٹر سلیکٹ ہو جاتے ہیں وہ اپنی طرف سے ہیرو سمجھ کر کرتے ہیں لیکن وہ ولن کا رول ادا کرنے کے لئے چل پڑتے ہیں۔ ان کی صورتحال یہ ہے کہ یہ ہماری بہن کو تو کہہ رہے ہیں لیکن اپنی بہن کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ جب ان کا ایک ہاتھ تھک جاتا تھا تو یہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔ یہ مناسب نہیں ہے وہ کیا کہہ رہیں تھیں وہ تو ایک خاتون کو روک رہی تھیں کہ ایک خاتون کی طرف سے اس قسم کا obnoxious

attitude نہیں ہونا چاہئے۔ وہ تو صرف اس کو یہ کہہ رہی تھی کہ بہن یہ نہ کرو، بہن یہ نہ کرو۔ آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ یہ اس پر بھی معترض ہیں کہ اگر ہماری بہن غلط کام کر رہی ہے تو اگر اس کو کہا جائے کہ مہربانی ہے یہ نہ کریں۔ بس میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں اور تیلی لگانے کے لئے تو ان کے پاس ماچسوں سے جیبیں بھری ہوتی ہیں۔

**محترمہ زاہدہ سرفراز:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** محترمہ! براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

**جناب سمیع اللہ خان:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میری معزز ایوان سے گزارش ہے کہ 14۔تاریخ کو جو کچھ ہوا، جس کا حوالہ ارشد محمود بگو صاحب دے رہے تھے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرف سے زیادتی ہوئی، کس طرف سے نہیں ہوئی وہ سب نے دیکھا، صحافیوں نے دیکھا کہ ابتداء کس طرف سے ہوئی اور میں نے تقریباً 1988 سے لے کر آج تک اس دن جو ہاؤس میں بدامنی اور بے سکونی ہوئی، جس طرح کے کارڈ لکھے ہوئے دکھائے گئے، میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ یہ ایوان کے اندر معزز اراکین اسمبلی کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ، جیسے ارشد محمود بگو صاحب نے کہا کہ ہمیں Chair کا بڑا احترام ہے۔ Chair کے احترام کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے احترام کے علاوہ ایک بات ہمیں ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جب ہم اس مقدس ایوان میں پہلے دن آئے تھے اور جو ہم نے حلف اٹھایا تھا، اس حلف میں یہ الفاظ بھی ہیں جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی نہایت ایمانداری، دیانتداری، پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی قواعد کے مطابق ادا کروں گا۔ آپ صرف یہی دیکھ لیں کہ اپنا اپنا رول پچھلے ساڑھے چار سالہ عرصے میں دیکھ لیں اور جس چیز کا ہم نے حلف دیا ہے، اس حلف کا پاس کرتے ہوئے آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا اسمبلی قواعد و ضوابط کے مطابق ہم نے اس دن یا اس سے پہلے جتنے سیشن بھی ہوئے ہیں، اسمبلی قواعد و ضوابط کے مطابق اپنا بزنس سرانجام دیا ہے اور یہ فیصلہ میں آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔ وہ بہت چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ہے، اگر ہم اسے صرف کاغذ کا ٹکڑا سمجھ کر پڑھ لیں تو یہ بات تو سامنے نظر آ رہی ہے کہ اسمبلی قواعد کی پاسداری اس ایوان میں بیٹھ کر نہیں کرتے اور جو ہمارے اندرونی معاملے ہیں کہ ہم انتہائی ایمان داری، دیانت داری جو سامنے نظر آنے والی چیز ہے اگر اس پر عمل نہیں کرتے تو پھر ایمان داری اور دیانت داری کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوتی ہے بہر حال اس میں کس کا

قصور زیادہ ہے اور کس کا کم ہے۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا تو بہر حال ہمیں آئندہ کے لئے احتیاط کرنی چاہئے۔ میری یہ آپ سب لوگوں سے گزارش ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے رولنگ دے کر پورے ہاؤس کو اپنے الفاظ میں تلقین بھی کی ہے۔ میں اس پر بات نہیں کروں گا کہ اس ملک میں اگر کوئی اور حلف کی پاسداری نہیں کرتا تو یقینی بات ہے کہ اس مثال کو اس ہاؤس کے ممبرز کو نہیں بنانی چاہئے اور ہمیں اپنے اٹھائے گئے حلف کی پاسداری کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جب الیکشن ہوتے ہیں تو ایک پارٹی اقتدار میں آجاتی ہے اور یقینی بات ہے کہ وہ سارے اختیارات استعمال کرتی ہے جبکہ دوسری پارٹی اپوزیشن میں بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے پاس آپ کی وساطت سے صرف ایک حق ہوتا ہے کہ اس کو اظہار رائے کی آزادی ہوتی ہے۔ آج میں کہنا چاہوں گا کہ ساڑھے چار سال اپوزیشن کو اظہار خیال کے حوالے سے آپ کا کردار مثالی رہا ہے اور بے شک آپ نے بعض پوائنٹ آف آرڈر کو سن کر اس پر بات مکمل کر کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو validقرار نہیں دیتے رہے لیکن اس سے اپوزیشن کو ایک یہ اطمینان رہا کہ اس کی آواز اس ہاؤس کے تمام ممبران نے بھی سنی اور آپ کی وساطت سے وہ مسئلہ پریس میں بھی گیا اور عوام تک بھی پہنچا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب یہ بجٹ سیشن شروع ہوا تو اس میں پہلے دن سے پنجاب بھر میں سیاسی کارکنوں کی گرفتاریاں، میں اسی اظہار رائے کی آزادی جو اس ہاؤس میں ہے، اس پر بات کرنا چاہوں گا، اس پر ہم نے احتجاج شروع کیا اور جب بجٹ تقریر کے دن۔۔۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ صاحب! آپ اس کا اپنی بجٹ تقریر میں ذکر کر لیں کیونکہ آپ کی باری تو آنی ہے ناں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چونکہ میں بجٹ پر تقریر نہیں کر رہا بلکہ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ بے شک آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر سن کر validقرار نہ دیں لیکن مجھے بات تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ اس طرح تو پوائنٹ آف آرڈر ہی

چلتے جائیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ میں مکمل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں لیکن ٹائم بھی دیکھ لیں کہ 3:25 ہو چکے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ جس کی نشاندہی پوری اپوزیشن اور خصوصاً قائد حزب اختلاف نے پہلے دن بھی کی اور جب بھی پوائنٹ آف آرڈر اس سیشن میں کیا کہ سیاسی کارکنوں کی بُری طرح سے تذلیل کر کے انہیں گرفتار نہ کرو۔ میں آج اس ایوان میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نتیجہ ہے کہ سرمد نامی ہمارے عہدیدار کی پنجاب حکومت کے شعوری اقدامات کے نتیجے میں ہلاکت ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ جناب نے بڑی وضاحت کے ساتھ سارے معاملات کا احاطہ کیا ہے اس لئے میں کوئی دوسری بات نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آفتاب اور سمیع اللہ صاحبان نے جس طرح پنجاب حکومت کی شعوری اور لاشعوری طور پر involvement کی بات کی ہے تو میں ان سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مرحوم کے لواحقین سے بھی ذرا بات کر لیں کیونکہ جو کچھ انہوں نے تحریری طور پر دیا ہے تو اگر آپ ملاحظہ فرمانا چاہیں تو میرے پاس تشریف لے آئیں اور میں آپ کو بتا دیتا ہوں اس لئے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں اس کے بعد بات کر لیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوسناک واقعہ ہے اور اس کی مختلف سطحوں پر انکوائریاں بھی ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ جو بھی اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

## تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق چودھری تسنیم ناصر کی ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہے کہ کل تک pending کر لیں۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ نورالنساء ملک صاحبہ کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب نے یہی فرمایا ہے کہ رانا آفتاب صاحب اور سمیع اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ذرا مدعی فریق سے بھی بات کر لیں کہ ان کا کیا مؤقف ہے اور انہوں نے تحریری طور پر دیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ اس ہاؤس کی انکوائری کمیٹی بنالیں اور آپ کا یہ استحقاق ہے۔ حکومت کا کیا کام ہے؟

جناب سپیکر: بگو صاحب! جوڈیشل انکوائری تو ہونی ہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کس بات کی انکوائری کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کس حوالے سے انکوائری کا فارمولہ استعمال کیا ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: یہ انکوائری تو ہو گی کہ اس کی موت کیسے واقع ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ اچھے بھلے وکیل ہیں اور انہیں پتا ہے کہ جب جیل میں کسی کی موت واقع ہوتی ہے تو پہلے inquest report بنتی ہے جس پر انکوائری شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد سارے معاملات کی تو ہم اس کی انکوائری کر رہے ہیں آپ کو پتا نہ ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نور النساء ملک صاحبہ!

محترمہ نور النساء ملک: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق پیش کر چکی ہوں اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اس دن نہیں تھے اس لئے محترمہ آپ دوبارہ پڑھ دیں۔

## ایس ایچ او تھانہ سول لائن فیصل آباد کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر پر غیر قانونی چھاپہ

(---جاری)

محترمہ نور النساء ملک: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا

متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 7اور 8۔ جون 2007 کی درمیانی شب 12:30 بجے سول لائن تھانہ فیصل آباد کا ایس ایچ او سیف اللہ بھٹی ہمراہ پولیس اہلکاران نے دو سرکاری گاڑیوں میں میری رہائش پر ریڈ کیا۔ اونچی آواز میں مجھے اور میرے خاوند کو پکارنے لگا۔ جب گھر میں سے کوئی باہر نہ آیا تو دروازوں کو ٹھڈے مارنے لگا۔ پولیس اہلکاروں کی اور دروازوں کی آوازیں سن کر اہل محلہ بھی جمع ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ ایم پی اے صاحبہ گھر نہ ہیں جس پر ایس ایچ او صاحب مزید غصہ میں آ گئے اور میرے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے اور دیوار پھلانگنے کی کوشش کی۔ جب مجھے اس واقعہ کی اطلاع ملی تو دوسرے روز میں نے خود SHO صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور رات گئے گھر پر آنے کی وجہ پوچھی تو SHO صاحب غصہ میں آ گئے اور کہنے لگا کہ آپ کو سبق سکھانے آیا تھا۔ جواباً کہا کہ میں نے کون سی غلطی کی ہے کہ آپ مجھے سبق سکھانے آئے تھے کیا میرے خلاف کوئی ایف آئی آر درج ہے تو مجھے بتائیں میں خود تھانے آ جاتی ہوں۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا مگر آپ بچ نکلی اور میرے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتا رہا جن کو تحریر کرنا میرے لئے مناسب نہ ہے۔ مورخہ 9۔ جون 2007 کو مذکورہ SHO نے ہمارے کلینک پر تقریباً 12:00 بجے دوپہر دوبارہ ریڈ کیا اور میرے خاوند کے چھوٹے بھائی عمر دراز کو گرفتار کر لیا۔ جب اس واقعہ کی مجھے اطلاع ملی تو میں نے فوراً SHO سے رابطہ کیا اور اپنے دیور کی گرفتاری کی وجہ پوچھی تو SHO صاحب بگڑے ہوئے لہجے میں بولے کہ جب تک آپ کو گرفتار نہیں کر لیتا اس وقت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ شریف شہریوں کے گھر اس طرح ریڈ کرنا مناسب نہ ہے۔ اس بات پر SHO صاحب مزید غصہ میں آ گئے اور میرے بارے میں ایک مرتبہ پھر نازیبا اور غلیظ زبان استعمال کرنے لگا۔ بغیر مقدمہ کے SHO کا میرے گھر اور کلینک پر ریڈ کرنا اور وجہ پوچھنے پر SHO کا ایک خاتون ایم پی اے کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں categorically واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کو oppose نہیں کروں گا لیکن اتنا میں ضرور چاہوں گا کہ اگر اس کو کل تک pending کر دیا جائے تو اس متعلقہ افسر اور سینئر آفیسر کو بلا کر

کم از کم میں اس بات کی تسلی ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہوا کیوں ہے؟ دیکھیں! ایک بات سمجھ آتی ہے کہ اگر کسی کے Detention Orders ہوں یا کسی مقدمہ میں مطلوب ہو اس کے گھر قانون کے مطابق raid کیا جا سکتا ہے لیکن ایک ہماری محترم رکن اسمبلی جن کے خلاف Detention Orders ہیں اور نہ یہ کسی مقدمے میں ملوث ہیں تو ان کے گھر raid کیوں کیا گیا ہے۔ اگر محترمہ یہ چاہتی ہیں کہ اس معاملہ کی باقاعدہ تحقیق ہونی چاہئے مجھے یہ کل تک مہلت دیں، لیکن میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کو oppose نہیں کر رہا اس لئے اگر آپ کل تک اس کو pending فرمالیں تو میں باقاعدہ حقائق جان کر اس کو concede کروں گا آپ اس کو admit فرمالیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے محترمہ! اس کو کل تک pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ نورالنساء ملک: جناب سپیکر! لاء منسٹر کا یہ کہہ دینا کہ کیونکہ ان کے خلاف کوئی Detention Orders نہیں ہیں اس کے باوجود ان کے گھر پر raid کیا گیا ہے اس کے بعد کون سی گنجائش رہ جاتی ہے کہ یہ اس ایس ایچ او سے پوچھ گچھ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی تک ان کے پاس رپورٹ نہیں آئی اس کو کل تک کے لئے دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ نورالنساء ملک: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کریں وہاں اس کی investigation کی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ تحریک دو تین دن پہلے پیش ہوئی تھی اور اس دن لاء منسٹر نہیں تھے۔ ایک خاتون اور وہ کوئی بہت بڑا افسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! جواب آنے میں کیا حرج ہے؟ محکمے کا مؤقف تو سن لیں ناں۔۔۔یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

اگلی تحریک محترمہ زیب النساء قریشی کی ہے۔ یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ چودھری محمد اقبال صاحب!

## کبوتر منڈی ڈسپنسری ملتان کے میڈیکل آفیسر کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(---جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں ہاؤس میں بڑا positive رویہ رکھنے والا وزیر ہوں۔ میں نے اس موشن کو پڑھا ہے۔ ایک تو محترمہ نے اس ڈسپنسری کے لئے فنڈ دیئے ہیں اور ان کا وہاں جانا ان کا استحقاق تھا تو جس بھی شخص نے یہ غلطی کی ہے اس کے لئے میں نے محترمہ سے گزارش کی تھی کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس کو بلا کر آپ سے بات کروا دیتا ہوں لیکن وہ اس پر agree نہیں ہوئی اس پر میرا رویہ یہ ہے کہ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک میں in order قرار دیتا ہوں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک جناب اللہ وسایا خان عرف چنوں خان پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری تحریک move کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کر سکتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پھر حکومت کا حال دیکھ لیں کہ پارلیمانی سیکرٹری کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر: وہ تشریف نہیں رکھتے، لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک میاں افتخار حسین چھچھر کی ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

## سرکاری کارروائی

### بجٹ

### سالانہ بجٹ برائے سال 08-2007 پر بحث

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 08-2007 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف قاسم ضیاء صاحب کی تقریر سے ہوگا۔ اس سے پہلے کہ میں ان کو تقریر کی دعوت دوں جملہ اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے آج بجٹ 08-2007 پر بحث کے آغاز کا موقع دیا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بڑی محنت، لگن اور مہارت سے ہمارے اس صوبہ پنجاب کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا ہے۔ ایک طرف پڑھا لکھا پنجاب کے نعرے ہیں اور دوسری طرف پولیس تشدد برداشت کرتے ہوئے ہمارے اساتذہ۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم نے امن وامان قائم کرنا ہے پچھلے سال بھی آپ کو یاد ہوگا میں نے اپنی اس بحث کی آغاز میں کہا تھا پولیس کہ فنڈ 20۔ارب روپے کر دیا گیا ہے جو اپوزیشن کو دبانے کے لئے استعمال ہوگا۔ پچھلے سال پولیس کے لئے جو 20۔ارب روپے کا فنڈ تھا revise بجٹ میں 27.7۔ارب روپے خرچ کیا گیا۔ آج جتنا کرائم چارٹ ہے آپ دیکھ لیں کہ صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کتنی بہتری ہوئی ہے حالانکہ کسی کا جان ومال محفوظ نہیں ہے۔ ابھی آپ کے سامنے پولیس کے ایس ایچ او کی حالت ہے کہ کس طرح سے ایم پی اے کے گھروں میں جا کر چھاپے مارے جا رہے ہیں، کس طرح سے کارکنوں کو حراساں کیا جا رہا ہے اب تو انہوں نے بغیر کسی قانون کے ایک اور آرڈر کے ذریعے ٹریفک کے حوالے سے جو پولیس وارڈن لگانے کی بات کی ہے اور سولہ سولہ ہزار روپے ان کو تنخواہیں دے رہے ہیں ان کے لئے کوئی پولیس کا سٹرکچر ہے، کوئی ترقی کا عمل ہے اور نہ ہی ان کے لئے کوئی پالیسی بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے کو جو پولیس اسٹیٹ بنایا گیا ہے یہ اسی وجہ سے بنایا گیا ہے کہ طاقت کے بل بوتے پر اپوزیشن کو دبایا جائے۔ یہاں اگر میں بات کروں پولیس لاء کو ٹھیک کرنے کی تو شاید اس صوبے میں disorder زیادہ پروموٹ ہو رہا ہے اور اس وقت سارے کا سارا صوبہ بدامنی اور لاقانونیت میں جل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ جب سے یہ حکومت بنی ہے انہوں نے دنیا اور پاکستان کی عوام کو لوکل باڈیز اور devolution پلان کے بارے میں بتایا کہ یہ ہمارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے بھی حکومت پنجاب سوتیلی ماں جیسا سلوک کر رہی ہے۔ اگر آپ development بجٹ کی مد میں 150۔ارب روپے جو پچھلے سال 100۔ارب روپے تھا آج اس کو 150۔ارب روپے کر کے رکھا گیا ہے۔ یہاں پر یہ بات بڑی واضح ہے کہ لوکل باڈیز کا کام یا ضلعی حکومتوں کا کام عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا ہے لیکن ان کی حالت یہ دیکھئے کہ پچھلے سال 100۔ارب میں سے 12۔ارب روپیہ انہوں نے صرف 12 فیصد کے حوالے سے لوکل باڈیز کو دیا

تھاتاکہ وہ اپنا development کا کام کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سو میں سے بھی 50-ارب روپے لوکل باڈیز کو دینا چاہئے تھا۔کیونکہ جب آپ گراس روٹ کی بات کرتے ہیں،جب آپ لوکل لیول کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ لوکل لیول پر جتنا بہتر کام یونین کونسل کی سطح پر ہو سکتا ہے وہ شاید سنٹرلی پنجاب سے نہیں ہو سکتا لیکن اس سال 150-ارب روپے کا بجٹ تو کر دیا گیا لیکن اس میں سے صرف 14-ارب روپیہ پچھلے سال جو بارہ فیصد تھا اس کو کم کر کے اب ساڑھے نو فیصد لوکل باڈیز کو دیا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ الیکشن آنے والا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب میں اپنا خود ساختہ چودھرانہ نظام اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں ورنہ ہوتا یہ کہ لاہور کا ناظم میاں عامر محمود اس کو اگر زیادہ فنڈ مل جائے گا تو اس کی popularity زیادہ ہو گی لوکل باڈیز زیادہ کام کریں گے تو شاید آنے والے الیکشن میں وزیر اعلیٰ صاحب کو دقت پیش آئے۔

جناب سپیکر!میں اس میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو 356 بلین روپے کا ٹوٹل ریونیو بجٹ show کیا ہے اس میں 16-ارب روپیہ تو وہ ہے جو غازی بروتھا کی رائلٹی show کی گئی ہے۔میں پچھلے چار سال سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کا جو آئینی حق ہے وہ ہمارا وزیر اعلیٰ لینے میں ناکام ہوا ہے۔اب وہ غازی بروتھا کی رائلٹی جمع ہو کر 16-ارب روپے بن چکی ہے جو پچھلے سال تک ملی ہے اور نہ ہی آئندہ ملے گی۔اصل میں یہ ریونیو بجٹ 356 کا نہیں بلکہ ان کو 340 بلین روپے کا کہنا چاہئے کیونکہ وہ 16-ارب روپے ان کو ملنا نہیں ہے۔میں آپ کو ایک اور مزہ کی بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جھوٹ پر جھوٹ بول رہی ہے وہ جو پبلک اکاؤنٹ ہے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان:جناب سپیکر!ہاؤس ان آرڈر کرائیں یہ مداخلت کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:جناب سپیکر!آپ اندازہ لگائیں کہ جب منسٹر فنانس پڑھ رہے تھے تو اس وقت کی مداخلت اور اس وقت کی مداخلت میں آپ ذرا مقابلہ کر لیجئے۔۔۔یہ کیا چاہتے ہیں اور کس قسم کی بات کرتے ہیں۔ہم سب آرام سے سن رہے ہیں ان کے تو اپنے پیچھے سویٹر بنانے والا حال ہو رہا ہے اور یہ ہماری بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب ہمارے وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہے تھے تو جس طرح یہ شور کر رہے تھے تو یہ ہماری طرف سے دیکھ لیں۔ آپ موازنہ کر لیں ہم بھی شور کر رہے تھے اور یہ بھی شور کر رہے تھے چونکہ یہ زیادہ تھے اس لئے زیادہ شور کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ ریونیو بجٹ میں تو ان کو سولہ بلین غازی بروتھا کا نہیں ملنا وہ آپ کے سامنے ہے جو ہمارے پنجاب کا آئینی حق ہے باقی تمام صوبے اپنی اپنی رائلٹی لے رہے ہیں، صرف پنجاب ان کی نااہلی کی وجہ سے اپنی یہ غازی بروتھا کی رائلٹی ابھی تک نہیں لے سکا۔ دوسری طرف چونکہ ڈویلپمنٹ بجٹ 150۔ارب روپے کا دے چکے ہیں اب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی shortfall کیسے پورے ہو گی، وہاں بھی قوم سے جھوٹ بولا گیا کہ جو پبلک اکاؤنٹس تھے ان میں سے 16۔ارب روپیہ جو remittances میں ہے وہ اپنے پاس رکھ لیا گیا ہے وہ اس لئے میرے ان بھائیوں ایم پی ایز کو نہیں بتایا گیا کہ کہیں وہ اپنے لئے ڈویلپمنٹ کے لئے اس کو extra نہ مانگ لیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو 16۔ارب روپیہ پبلک اکاؤنٹس میں پڑا ہے وہ لوکل باڈیز کو دینا چاہئے تاکہ لوکل باڈیز کے ذریعے بہتر کام ہو سکے۔

جناب سپیکر! ان کا جو ڈویلپمنٹ بجٹ ہے اس میں آپ ملاحظہ فرمائیے کہ پچھلے سال تین پراجیکٹس پر سیالکوٹ لاہور موٹروے، رنگ روڈ لاہور اور ماس ٹرانزٹ پراجیکٹ لاہور کے لئے 23۔ارب روپیہ رکھا گیا، انھوں نے بڑا کہا کہ ہم نے پچھلے سال میں ڈویلپمنٹ کا کام بڑا کر دیا ہے۔ 9 مہینے تک کی ان کی اپنی پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق صرف 47۔ارب روپیہ اس سو میں سے خرچ کیا جا چکا تھا۔ میں جناب فنانس منسٹر سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جو حکومت 9 مہینے میں صرف 47۔ارب روپیہ خرچ کر سکتی ہے تو باقی 53۔ارب روپیہ اگلے تین مہینے میں کدھر گیا؟ یا تو اس کو دکھانے کے لئے ریلیز کر دیا گیا کہ ہم نے خرچ کر دیا ہے لیکن actual کسی سکیم پر وہ خرچ نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ جب یہ اپنی بات کریں تو مجھے بتائیں کہ وہ 53۔ارب روپیہ کہاں گیا؟ اسی حوالے سے میں کہنا چاہوں گا کہ جو حکومت ایک سال میں صرف 47۔ارب روپیہ خرچ کر سکے گی وہ اب 150۔ارب روپیہ کیسے خرچ کرے گی؟ جہاں تک تین پراجیکٹس کی بات ہے، رنگ روڈ لاہور، سیالکوٹ موٹروے اور ماس ٹرانزٹ پراجیکٹ، اس مد میں پچھلے سال 23۔ارب روپیہ

رکھا گیا تھا،ان کا اپنا ریکارڈ کہہ رہا ہے کہ 4۔ارب کسی اور مد میں shift کر دیا گیا۔ 19۔ارب صرف ریلیز کر دیا گیا کیونکہ ان پراجیکٹس میں سے ابھی تک لینڈ ایکوزیشن بھی سٹارٹ نہیں ہو سکی اور صرف اس کو ریلیز کر کے انھوں نے فنڈز حکومت کو ریلیز کر دیئے ہیں۔اب اس پراجیکٹ کے لئے 40۔ارب روپیہ مزید رکھ دیا گیا ہے تو جو حکومت 23۔ارب روپیہ خرچ نہیں کر سکی وہ 59۔ارب روپیہ کیسے اگلے سال میں خرچ کرے گی؟

جناب سپیکر!اس کے علاوہ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پنجاب کی 70 فیصد آبادی زراعت کے ساتھ منسلک ہے۔یہاں پر پھر ایک مذاق میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میں نے پہلے کہا غلط بیانی کی گئی، بجٹ کو چھپایا گیا، ہیرا پھیری کی گئی، اس میں پھر جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی pre-budget statement میں کہا کہ پنجاب بنک سے ہم نے 7۔ارب کی کاشتکاروں کو credit limit دی ہے جبکہ ریکارڈ دیکھتے ہیں تو اپریل تک صرف 4۔ارب دیا گیا ہے تو 3۔ارب روپیہ کا جھوٹ ان غریب کسانوں مزدوروں کے ساتھ بولا گیا کہ جو اپنا خون پسینہ ایک کر کے ہمارے لئے روزگار کماتے ہیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ سبسڈی کے حوالے سے کاشتکاروں کو۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پڑھ کر آیا کریں۔

قائد حزب اختلاف: یہ notes ہیں، پڑھا نہیں ہوا، نہ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ میری معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیز! خاموشی کے ساتھ اپوزیشن لیڈر کو سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ اپوزیشن لیڈر کو interrupt کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ یہ tradition رہی ہے اور precedent بھی ہے کہ جب اپوزیشن لیڈر بات کر رہا ہو تو اس کو interrupt نہیں کیا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! میں نے کہہ دیا ہے۔
سید ناظم حسین شاہ: چودھری ظہیر صاحب ہمارے بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اس وقت ان کے پاس منسٹری کا بھی بڑا important portfolio ہے تو کچھ عہدے کی بھی requirements ہوتی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے، میرے بھائی ہیں، ان سے یہی گزارش کروں گا کہ کم از کم ہمارا خیال نہ کریں اپنے عہدے کا تو خیال کر لیں۔ شکریہ
جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میں نے گزارش کر دی ہے۔
وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! کوئی بیس پچیس کے قریب quotations آتی ہیں، ان میں سے دو تین quotations بھی یہاں پر پھینکی نہیں ہیں اور صرف اسی حد تک محدود رہے۔ میں تو صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ disturb اس لئے feel کر رہے ہیں کہ انھوں نے بجٹ پڑھا نہیں ہے۔ ان کی disturbance میری طرف سے نہیں ہے۔ ان کی disturbance یہ ہے کہ انھوں نے کچھ دیکھا نہیں، پڑھے بغیر سارے کے سارے آ گئے ہیں اور صرف اسی بات پر کہ غلط ہے، غلط ہے کر رہے ہیں، اس لئے میں بات کر رہا تھا۔
جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پلیز! آپ ان کو خاموشی سے سن لیں۔ جی، خان صاحب!
جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جہاں تک میرا خیال ہے کہ چونکہ ان کو ایک خاص لگاؤ اور انس جو ہے وہ آپ کے ساتھ ہے، وہ اپنی ان حرکتوں سے میں کہوں گا کہ آپ کے لئے problems create کر رہے ہیں، چونکہ ایک خاص تعلق آپ کا ان کے ساتھ ہے، وہ اپوزیشن لیڈر کو disturb نہیں کر رہے۔ ہاؤس چونکہ آپ چلاتے ہیں اور اگر ہاؤس کو کوئی disturb کرتا ہے، میرے خیال میں ہاؤس سے باہر بھی ان کو آپ سے خاص پیار ہے اور ہاؤس کے اندر بھی آپ کو disturb کر رہے ہیں۔
جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ قاسم ضیاء صاحب!
قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب نے کہا کہ میں نے بجٹ پڑھا نہیں ہے، اگر پڑھا نہیں ہے تو میں انہی کی دی ہوئیں figures سے باتیں کر رہا ہوں۔ یہ انہی کی کتابوں میں سے اپنے تھوڑے سے notes بنائے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج آپ کے سامنے ہے۔ لاہور میں آپ سب رہتے ہیں۔ ماس ٹرانزٹ پروگرام کی کہاں نشاندہی ہوئی ہے؟ کہاں لاہور رنگ روڈ کے لئے زمین acquired کی گئی ہے؟ اگر چودھری صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ ہوا ہے تو پھر ایوان کو بتائیں کہ کون سی زمین acquired ہوئی ہے اور کتنا پیسا اس میں خرچ ہوا ہے اور کس جگہ ماس ٹرانزٹ پروگرام لاہور میں شروع کیا گیا ہے جبکہ ایک سال گزر گیا ہے۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ سب کچھ بن رہا ہے، بن چکا ہے، سگیاں انٹرچینج سے لے کر نیازی انٹرچینج تک اور ہر بنس پورہ تک یہ سب کچھ بن رہا ہے اور بن چکا ہے اور یہ portion complete ہو چکا ہے، جو acquisition ہو رہی ہے اس کے لئے دفعہ 4 اور 6(11) کے سارے notices ہو چکے ہیں۔ انھوں نے دیکھا ہی کچھ نہیں ہے، پڑھا ہی کچھ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ کتنی رنگ روڈ مکمل ہو چکی ہے اور یہ اندر کی ٹریفک کا جو تمام بہاؤ ہے وہ شہر کے اندر سے off ہو جائے گا۔ ان کو پتا نہیں ہے۔ اتنے زیادہ بڑے بڑے پراجیکٹس شروع ہیں۔ ایک فنانس مینجمنٹ کا پراجیکٹ ہے۔ ہمارا یہاں پر جو وزیر اعلیٰ ہے وہ ایک role model وزیر اعلیٰ ہے۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپوزیشن لیڈر کی تقریر ذرا خاموشی سے سنیں۔ جب فنانس منسٹر نے wind up کرنا ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ فنانس منسٹر صحیح جواب نہیں دے سکتے تو بیشک آپ wind up کر لیں، پلیز ان کو خاموشی کے ساتھ سنیں۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب سپیکر! شکریہ۔ میں زراعت کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ ادھر بڑی سبسڈی کی سرنگی بجائی گئی کہ ہم نے بجلی پر 25 فیصد سبسڈی ایگریکلچر ٹیوب ویل کو دے دی ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ پنجاب میں تقریباً 9 لاکھ ٹیوب ویل ہیں۔ ان میں سے صرف 80 ہزار بجلی پر چلتے ہیں، باقی سارے ڈیزل پر چلتے ہیں۔ یہ 80 ہزار ٹیوب ویل جو ہیں یہ بھی بڑے فارمرز یا بڑے لینڈ اونرز کے ہیں، غریب آدمی موٹر انجن پر چلاتا ہے یا اس نے جو اپنے bore کرائے ہوئے ہیں ان پر چھوٹا انجن لگاتا ہے اور وہ ڈیزل سے چلتے ہیں۔ یہ جو سبسڈی دی گئی ہے یہ پھر امیروں کے لئے کہ وہ جو بڑے بڑے زمیندار، جاگیردار جن کی زمینیں بہت زیادہ ہیں اگر میں figures دیکھوں تو 94 فیصد فارمر ہمارے پنجاب میں وہ ہے کہ جس کے پاس 12½ ایکڑ سے کم زمین ہے۔ اس کے پاس تو ٹیوب ویل نہیں ہے لیکن یہ سبسڈی اگر دیتے ہیں تو پھر امیروں کے لئے، بڑے بڑے وہ جو co-operate farming کر رہے ہیں شاید یہ اپنے دوستوں کے لئے

مراعات دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر کے حوالے سے پچھلے چار سالہ دور میں ریسرچ کا بڑا شور ڈالا گیا، میں آج یہ بتانا چاہوں گا کہ جب یہ حکومت وجود میں آئی، جب اس حکومت نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت چھ سو ملین کا سیڈ امپورٹ ہو رہا تھا۔ آج تک انھوں نے کون سی ترقی کی ہے کہ جس سے ہماری کوالٹی یا quantity بہتر ہو؟ انھوں نے اس میں کون سی ایسی ریسرچ کی product نئی بنائی ہے؟ اصل میں آج، یہ میں شرم سے کہوں گا کہ آج 3۔ارب روپے کی سیڈ ہم امپورٹ کر رہے ہیں، ہم 600 ملین سے 3۔ارب پر چلے گئے ہیں اور ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم ریسرچ کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم نے بڑی ریسرچ کی ہے، ہم ایگریکلچر کو بڑی مراعات دے رہے ہیں۔ یہ وہ سیکٹر ہے کہ جس کے ساتھ ہمارے اس صوبے کی 70 فیصد آبادی منسلک ہے۔ اگر یہ رعایت نہیں دے سکتے، ان کو کوئی credit نہیں دے سکتے اور ان کے لئے ریسرچ نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حوالے سے کیا کام کریں گے؟

جناب سپیکر! دوسری طرف بڑا راگ الاپا گیا کہ ہم نے PAMPCO بنا دیا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ آج بھی جو ہمارے post harvest losses ہیں وہ vegetables and fruits میں 40 فیصد کے قریب ہیں۔ اس میں اگر آپ دیکھیں تو ان کے پاس کوئی cold chains ہیں نہ کوئی انھوں نے فارمرز کی ایجوکیشن کی ہے۔ میں پچھلے سال بھی کہتا رہا کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن سنٹرز بنائیے۔ آپ اپنے فارمرز کو educate کیجئے، اپنے دور دراز علاقوں میں ایسے ٹیکنیکل انسٹیٹیوشنز بنائیے جس سے زراعت سے منسلک لوگوں کو ٹیکنیکل انفارمیشن اور technical know-how provide کی جائے لیکن انھوں نے آج تک ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ ایک طرف poverty alleviation کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف دیکھئے کہ 50 فیصد جو ایگریکلچر ہے وہ لائیو سٹاک ہے۔ لائیو سٹاک کے حوالے سے پاکستان اور پنجاب خاص طور پر دنیا میں پہلے پانچ ملکوں میں دودھ کے حوالے سے گنا جاتا ہے لیکن ان کی اپنی نااہلی یہ ہے کہ آج دودھ کی قیمت گندم اور کاٹن دونوں کو ملا کر بھی اس سے زیادہ ہے تو پنجاب میں جہاں پر ہماری agricultural based economy ہے اس کے حوالے سے انھوں نے کیا مراعات دی ہیں؟ مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جو PAMCO کو 3 کروڑ روپیہ ہر سال دیا گیا ہے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اب اگلے سال PAMCO نے ختم ہو جانا ہے اور ایک سکیم بھی PAMCO اس ہاؤس میں صوبہ پنجاب کے لئے

نہیں لا سکا تو یہ صوبے کا سارے کا سارا پیسا ضائع کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے بلند دعوے کئے ہیں۔ بزرگوں سے سنا تھا کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے لیکن چہرہ ضرور ہوتا ہے جو کہ وہ دنیا کو دکھا دیتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے 2003-04 کی بجٹ statement میں کہا تھا کہ ہم 10 لاکھ نوکریاں دیں گے۔ اس وقت ان کا development کا بجٹ 40۔ارب روپے کا تھا۔ میں مانتا ہوں کہ 40۔ارب روپے کے against جب development کا کام ہوتا ہے تو jobs create ہوتی ہیں۔ جب کھدائی ہوتی ہے تو لوکل لیول پر Jobs creates ہوتی ہیں لیکن سال بعد جب کام ختم ہو گا تو اگلے سال وہ jobs ختم ہو جائیں گی۔ یہ کلیم کر رہے ہیں کہ آج تک انھوں نے ساڑھے 58 لاکھ Jobs دی ہیں حالانکہ وزیر اعلیٰ نے 2003 میں کہا تھا کہ اس سال 10 لاکھ Jobs دی ہیں۔ اگلے سال بھی 10 لاکھ jobs دیں گے۔ آج چونکہ الیکشن کا سال ہے، بڑے بڑے فگرز دکھانے ہیں لہذا اس سال انھوں نے جو اپنی pre budget statement دی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ 2003-04 میں ہم نے 14 لاکھ نوکریاں دی تھیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس وقت کیوں واویلا نہیں کیا گیا کہ ہم نے 14 لاکھ Jobs دی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اور جھوٹ ہے جو کہ قوم کے ساتھ بولا جا رہا ہے یا پھر اس وقت بولا گیا تھا۔ یہ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ کیا 2003-04 میں انھوں نے 10 لاکھ jobs دی تھیں؟ ایک سال دس لاکھ jobs create ہوتی ہیں اور اگلے سال یہ ختم ہو جاتی ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب میں جو ساڑھے 58 لاکھ jobs دینے کی بات کی گئی ہے وہ غلط ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جی اتنی investment ہو گئی ہے۔ جب ہمارا بجٹ 40۔ارب روپے کا تھا تو ہم نے 10 لاکھ jobs دی ہیں اور اب چونکہ 150۔ارب روپے کا ہوا ہے تو شاید اس سال 20 لاکھ jobs create ہوں گی۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے۔ اگر آپ کے پاس موبائل فون ہو تو اکثر لوگوں کے messages آپ نے پڑھے ہوں گے جس میں یہ message بڑا اہم ہے کہ Which is the most difficult job? اور اس کا جواب To find a job ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر میں ان کی بات درست تسلیم کر لوں کہ جی investment کے ساتھ ہی jobs create ہوتی ہیں تو ٹیکسٹائل سیکٹر جس میں تقریباً 360۔ارب روپے کی investment ہوئی ہے۔ اس میں بھی jobs کم ہو رہی ہیں اس لئے کہ اس کا وہ سیکٹر جو کہ زیادہ jobs create کرتا تھا بند ہو رہا ہے۔ ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے نٹ ویئر، گارمنٹس، سپننگ

ملز وغیرہ تو بند ہو رہی ہیں۔آپ خود دیکھ لیں کہ پنجاب میں جننی نٹ ویئر، سپننگ اور گارمنٹس کی فیکٹریاں ہیں وہ بند ہو رہی ہیں۔یہ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم poverty alleviation کر رہے۔ اس بارے میں انھوں نے اپنی statement میں ورلڈ بنک کے وائس پریذیڈنٹ کی statements کے حوالے دیئے ہیں کہ جی انھوں نے یہ کہا، وہ کہا لیکن شاید یہ بھول گئے کہ جب وزیراعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور وائس پریذیڈنٹ ورلڈ بنک نے کہا تھا کہ ہاں پاکستان میں poverty alleviation 34 سے 24 فیصد پر آئی ہے۔ جبکہ یہ کلیم کرتے ہیں کہ ہماری poverty 34 alleviation سے 21 فیصد پر آئی ہے۔Whereas وائس پریذیڈنٹ نے یہ کہا تھا کہ پاکستان کی ratio کے حوالے سے بھی پنجاب کے رورل ایریاز میں کم اوسط نیچے آئی ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس چیز کو تو بھول جاتے ہیں جو کہ وائس پریذیڈنٹ ورلڈ بنک ان کے بارے میں ان کو آئینہ دکھاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں ان کی کس کس چیز کا ذکر کروں۔ میں ان کے ریلیف پیکیج پر بات کرتا ہوں۔اس میں آپ دیکھیں کہ قوم کے ساتھ کیسا مذاق کیا گیا ہے۔یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 25۔ارب روپے کا ریلیف پیکیج دیا ہے۔ سنٹر گورنمنٹ نے سکیم بنائی کہ تنخواہوں اور پنشن میں 15 فیصد اضافہ ہوگا۔اب اس 15 فیصد کی مد میں جو 13۔ارب روپیہ یہ سرکاری ملازمین اور پنشنرز کو دے رہے ہیں اس کو یہ اپنا ریلیف پیکیج consider کر رہے ہیں۔اب وہ 13۔ارب روپیہ یہ ریلیف پیکیج میں ڈال رہے ہیں کیا یہ سرکاری ملازمین کو خیرات دے رہے ہیں، کیا ان کو گرانٹ دے رہے ہیں اور کیا inflation کی وجہ سے ان کا حق نہیں ہے کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں؟ ان کی اپنی سکیم کیا ہے؟ یہ تو سنٹر گورنمنٹ کی سکیم ہے جو انھیں implement کرنی پڑ رہی ہیں۔اب 25۔ارب روپے میں سے اگر میں وہ 13۔ارب روپے نکال دوں تو باقی 12۔ارب روپے بچتے ہیں۔اب اس میں اور مزے کی بات دیکھئے کہ جو ٹیوب ویلز کی 3۔ارب روپے کی سبسڈی ہے وہ بھی اسی ریلیف پیکیج میں ڈالی گئی ہے۔یہ ریلیف کس کو دیا گیا ہے؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کو دیا گیا ہے۔

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لودھی صاحب فرمائیں!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! بڑے ادب سے گزارش کروں گا۔ میری عادت تو نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف کو interrupt کروں لیکن یہ بالکل irrelevant بات کر رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ہماری حکومت نے ٹیوب ویلز پر سبسڈی دی ہے۔ 75 فیصد لوگ دیہات میں آباد ہیں اور 25 فیصد ریلیف ٹیوب ویلز پر دیا گیا ہے جو کہ حکومت پاکستان اور پنجاب حکومت کا سب سے بڑا کام ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف شاید تیاری نہیں کر سکے لہذا انھیں وقت دے دیں تاکہ یہ کل دوبارہ تیاری کر کے آئیں اور facts and figures کے حساب سے یہاں بات کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! شاید لودھی صاحب سوئے ہوئے تھے۔ میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا ہے کہ ٹیوب ویلز کی سبسڈی 25 فیصد ہے۔ میں نے انھیں یہ بھی عرض کیا ہے کہ 9 لاکھ کے قریب ٹیوب ویلز ہمارے صوبہ پنجاب میں نصب ہیں جن میں سے صرف 80 ہزار ٹیوب ویلز بجلی پر چلتے ہیں۔ یہ 80 ہزار ٹیوب ویلز کس کے ہیں؟ یہ بڑے زمینداروں کے ہیں۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ کسی غریب زمیندار کو تو ریلیف نہیں ملا۔ میں زرعی ٹیوب ویلز ہی کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف لاہور کی گلیوں میں رہتے ہیں۔ دیہات کا ان کو کوئی علم نہیں ہے۔ ہمارے صوبے میں 6، 7 اور 12 ایکڑ پر بھی ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں جن کو اس حکومت نے سبسڈی دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب !

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں جاتا۔ میں بات ریلیف پیکج کی کر رہا تھا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ انھوں نے جو سبسڈی دی ہے اسے سبسڈی میں بھی کلیم کر رہے ہیں اور ریلیف میں بھی کلیم کر رہے ہیں۔ وہی پیسے سبسڈی کے لئے رکھتے ہیں اور وہی پیسے ریلیف میں رکھ کر کہتے ہیں کہ جی ہم نے بڑا تیر چلایا ہے، دو جگہ ہم اس کا فائدہ لے رہے ہیں چونکہ الیکشن کا سال ہے اس لئے یہ سارا بجٹ انھوں نے الیکشن کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا ہے اسی لئے شاید آخری سال میں انھیں کچی آبادیوں کا خیال آیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک کچی آبادیوں کے لئے کوئی مراعات نہیں رکھی گئیں۔ ان کی حکومت کے اس آخری سال میں ریلیف پیکج میں کچی آبادیوں کو 3 بلین

دینے کی بات کی گئی ہے کہ ان کو ہم مالکانہ حقوق دیں گے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ چار سال بعد آج پانچویں سال کیوں یاد آیا کہ کسی غریب کی کچی آبادی کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں اس لئے کہ الیکشن کا سال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک الیکشن آئے گا تب تک یہ ریلیف ملے گا اور نہ کچی آبادی والے ان کو ووٹ دیں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات جس پر یہ بڑا اترا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عذاب الٰہی میں مبتلا عوام کے ساتھ ایک اور مذاق ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ساڑھے چھ لاکھ خاندان identify کر لئے ہیں۔ ہم ان کو -/500 روپے دیں گے۔ اگر ایک خاندان میں پانچ لوگ بھی ہوں تو میرا خیال ہے کہ اڑھائی روپے فی کس، ایک شخص، ایک انسان کے حصے آتے ہیں۔ اس سے شاید وہ غریب آدمی یہ تو کر لے کہ غربت اور مہنگائی سے تنگ آ کر وہ دو ماچسیں خرید لے اور اپنے آپ کو آگ لگا لے لیکن اپنا پیٹ نہیں بھر سکے گا۔ یہ قوم کے ساتھ کیا مذاق ہے کہ -/500 روپے ایک فیملی یا خاندان کو دینے کی یہ بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں کہ 47 سے ہم 63 فیصد تک اٹھا کر لے گئے ہیں۔ 47 فیصد تو 02-2001 میں تھا۔ جب میں ان کے فگرز دیکھتا ہوں تو جہاں gradual increase ہے وہاں یہ ہر سال کا ہمیں چارٹ دیتے ہیں لیکن جہاں gradual increase نہیں ہے وہاں 2001 سے اٹھا کر سیدھا 2007 پر لاتے ہیں کہ ہم نے پچھلے چار سالوں میں یہ کیا ہے۔ یہاں پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ان کی جو اپنی enrollment ratios ہیں وہ بھی اس کے ساتھ match نہیں کرتیں جو کہ یہ قوم اور دنیا کو show کر رہے ہیں۔ حالانکہ اساتذہ اور سکولوں کی حالت زار آپ کے سامنے ہے اور بچوں کے لئے پڑھنے کی facilities بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اس کے علاوہ جو پیسے اشتہارات پر خرچ ہوئے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ ان کی ریلیف گرانٹ کی بات کریں تو میں نے اس میں یہ بھی دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا جو صوابدیدی فنڈ ہے اس میں کسی VVIP movement کے لئے بہاولپور میں 60 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ اب وہ کون سی VVIP movement ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب 60 لاکھ روپے جس کے لئے بہاولپور میں دیتے ہیں۔ کون سے ہیلی کاپٹر کے پرزوں کی بات ہے جسے ٹھیک کروانے کے لئے وزیر اعلیٰ اپنے صوابدیدی فنڈ سے 9 کروڑ روپیہ دیتے ہیں۔ صوابدیدی فنڈ تو کسی غریب کی مدد یا ڈویلپمنٹ کام کے

لئے ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم عوام کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کر رہے ہیں۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اس حوالے سے جو اعداد و شمار دیئے ہیں اگر وہ دیکھے جائیں تو اس حوالے سے یہ 9 ماہ میں صرف 47-ارب روپے کا کام کر سکتے ہیں اس کے بعد باقی تین ماہ کا انھوں نے صرف releaseہی کیا ہے ورنہ آپ آج بھی میرے ساتھ چل کر لاہور میں دیکھیں اور اب تو یہ رپورٹس بھی آ گئی ہیں کہ فلٹر شدہ پانی بھی پینے کے قابل نہیں ہے تو یہ دور دراز علاقوں کی کیا بات کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ سارا اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے۔ غلط بیانی ہے اور اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے چونکہ یہ الیکشن کا سال ہے اس لئے حکومت یہ دکھانا چاہتی ہے کہ ہم کچی آبادیوں کو پکا کر رہے ہیں۔ ہم ڈویلپمنٹ کا بہت زیادہ کام کر رہے ہیں جو یہ کر نہیں سکے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے کا سارا بجٹ ایک غلط بیانی پر مبنی ہے اور ان اعداد و شمار میں بھی ہیرا پھیری کی گئی ہے۔ شکریہ

**جناب سپیکر:** شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر قائد حزب اختلاف کو interrupt نہیں کیا۔ میں ان کی تقریر کے دوران بے شمار دفعہ سوچ رہا تھا اور میرے بھائی رانا آفتاب احمد خان صاحب نے مجھے لکھ کر بھی بھیجا کہ آپ کس سوچ میں گم ہو؟ میں یہ سوچ رہا تھا کہ صوبے میں پہلی پوزیشن لیڈر آف دی ہاؤس کی ہوتی ہے اور اس کے بعد لوگ متبادل کے طور پر قائد حزب اختلاف کی طرف دیکھتے ہیں۔ ایک طرف حکومت پنجاب کی طرف سے 150-ارب روپے کا ڈویلپمنٹ کا بجٹ اور اس کے علاوہ پورے چار سال کا وژن اور ان چار سالوں میں ہم نے جو جو ڈویلپمنٹ کے کام کئے ان کی بات تھی۔

دوسری طرف آج پنجاب کے لوگ یہ امید کر رہے تھے کہ اپوزیشن کی طرف سے متبادل کے طور پر کیا تجاویز آئیں گی، کیا اپوزیشن چاہتی ہے کہ اس صوبے کی عوام کو یہ یہ ملنا چاہئے؟ انھوں نے کہہ دیا کہ ایگریکلچر میں یہ کیا ہے۔

جناب والا! یہ ہم نے کیا ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ کیا ہونا چاہئے؟ پھر کہا کہ حکومت نے ایجوکیشن میں یہ کیا۔ فرض کر لیجئے ہم نے غلط کیا۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ کیا ہونا چاہئے؟ لہذا کوئی solution کوئی متبادل وژن، کوئی متبادل سوچ تو ان کی طرف سے آنی چاہئے تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس میں ناکام رہے ہیں۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب احسان الحق احسن نولاٹیا:** جناب سپیکر!۔۔۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ گزشتہ ساڑھے چار پانچ سال سے جس طرح اپوزیشن نے سیاسی طور پر عوام کو مایوس کیا ہے اسی طرح انھوں نے آج پھر اپنی اسی تاریخ کو قائم رکھا ہے اور ایک دفعہ پھر پنجاب کی عوام کو مایوس کیا ہے۔

**جناب سپیکر:** جی، شکریہ۔ قاسم ضیاء صاحب!

**قائد حزب اختلاف:** جناب سپیکر! حکومت پورے سال میں مختلف مدوں میں جو پیسا collect کرتی ہے یا وفاقی حکومت سے جو پیسا لیتی ہے اس حوالے سے انھوں نے قوم کے ساتھ جو جھوٹ بولا ہے وہ عوام کو بتانا میرا فرض تھا۔ جہاں تک ان کی بات ہے کہ ہمیں بتاتے۔ ہمارے ساتھ بیٹھتے تو میں ایک مثال دے کر آپ کو بتانا چاہوں گا کہ پچھلے کئی دنوں سے۔۔۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جناب سپیکر! یہ بیٹھتے کہاں ہیں یہ تو واک آؤٹ پر ہوتے ہیں۔ آج ان کی طرف سے پنجاب کے کسانوں کو پیغام جانا چاہئے تھا کہ اگر کل آپ اقتدار میں آئیں گے تو پھر ان کے لئے کیا کریں گے۔ آج پنجاب کی عوام کو آپ کی طرف سے پیغام جانا چاہئے تھا کہ اگر آپ برسر اقتدار آئیں گے تو تعلیم کے میدان میں آپ کیا کریں گے، آپ نے کیا وژن دیا ہے اور آپ نے ماسوائے تنقید کے کوئی مثبت بات کی ہے؟

**جناب سپیکر:** جناب قاسم ضیاء!

**قائد حزب اختلاف:** جناب سپیکر! جو راجہ صاحب فرما رہے ہیں۔ الیکشن آ رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم قوم کو بتائیں گے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بتائیں گے کہ ہم قوم کو کیا دینا چاہتے ہیں۔۔۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** عوام نے آپ کو منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجا ہے اس لئے آج اسمبلی کے floor سے عوام کو پیغام جاتا کہ آپ عوام کے لئے یہ کرنا چاہ رہے ہیں۔ آج یہاں سے پیغام جانا

چاہیئے۔آپ کہاں سے پیغام دیں گے ؟

**جناب سپیکر:** جی، شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

**رانا آفتاب احمد خان:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** راناصاحب! آپ اپنی باری پر بات کرنا۔

**جناب احسان الحق احسن نولاٹیا:** جناب سپیکر!۔۔۔

**جناب سپیکر:** یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب آپ بات شروع کریں۔

**سید احسان اللہ وقاص:** جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں تقریر سے پہلے ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** شاہ صاحب! آپ اپنی تقریر میں بات کر لینا۔

**سید احسان اللہ وقاص:** جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں ملعون راشدی کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اسے برطانیہ میں سر کا خطاب دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک شخص جو گستاخ رسول ہے، جس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔اس شخص کو سر کا خطاب دینا برطانوی حکومت کا ایک شرمناک قدم ہے اور ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔

**معزز ممبران:** ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جی، پورا ہاؤس آپ کی بات کی تائید کرتا ہے۔

**سید احسان اللہ وقاص:** جی، بڑی مہربانی۔ اس میں یہ بھی تائید کی گئی ہے کہ ہم برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس سے سر کا خطاب واپس لیا جائے۔

**جناب سپیکر:** شاہ صاحب! اب آپ بجٹ پر آئیں۔

**سید احسان اللہ وقاص:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل وزیر خزانہ نے جو 356۔ ارب روپے کا بجٹ پیش فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بڑی رقوم دکھانے کا ایک بجٹ ہے۔ ہمارے ملک میں ہمارے سابق وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز نے اعداد و شمار کی [***]

**جناب سپیکر:** میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

**سید احسان اللہ وقاص:** جناب والا! جعلی اور غلط اعداد و شمار کی بنیاد پر یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ اب الیکشن کے انعقاد میں تین ماہ رہ گئے ہیں اس لئے اس بجٹ میں بڑے بڑے اعداد و شمار دکھا کر لوگوں کو جھوٹی تسلیاں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ خود وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا تھا کہ جو سرکاری ملازم ریٹائر ہوگا اسے ہاؤسنگ سکیم کے ذریعے مکانات فراہم کریں گے لیکن اس پورے بجٹ میں اس کے لئے ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔ تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ گزشتہ تین چار ماہ کے دوران بنیادی اشیاء ضرورت کی قیمتوں میں 25 سے 30 فیصد اور بعض چیزوں میں 50 فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ چاول کی قیمت 24/25 روپے سے بڑھ کر 50/55 روپے کلو تک ہو چکی ہے۔ گھی -/60 روپے سے بڑھ کر -/100 روپے سے بھی اوپر جا چکا ہے۔ اسی طرح باقی چیزوں کی قیمتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے لہذا تنخواہوں میں جو 15 فیصد اضافہ ہے یہ تو محض اشک شوئی بھی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! یہ اعلان کرنا کہ زرعی ٹیوب ویل کی بجلی پر ایکسائز ڈیوٹی کم کر رہے ہیں یہ ان دیہاتیوں اور کاشتکاروں کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے جن کو ایک دن میں 24 گھنٹوں کے اندر 18/18 گھنٹے بجلی ہی میسر نہیں آتی اور پھر انہیں یہ کہنا کہ ہم آپ کو رعایت دیں گے۔ حکومت پہلے اس چیز کا تو اہتمام کرے کہ لوگوں کو ان کی سب سے اہم بنیادی ضرورت بجلی تو میسر آ سکے۔

جناب والا! اس بجٹ میں کچی آبادیوں کی رجسٹریشن 1985 سے بڑھا کر 2006 تک کرنے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ ہم چار سال کے عرصے کے دوران مسلسل یہ کہتے رہے کہ قبضہ مافیا اور لینڈ مافیا سرکاری زمینوں پر قبضہ کر رہا ہے لیکن اس وقت ہماری کسی نے نہ سنی اور اپوزیشن کی اس بات کو ہوا میں اڑایا جاتا رہا۔ دراصل اب یہ اسی قبضہ مافیا اور لینڈ مافیا کو قانونی تحفظ مہیا کرنے کے لئے اور ڈائریکٹوریٹ آف کچی آبادی میں پھر لوٹ مار کا ایک نیا بازار گرم کرنے اور لوٹ کھسوٹ کا پروگرام شروع کرنے کے لئے یہ سارا کچھ کیا گیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! دیہاتوں میں دو کنال زمین کی تقسیم کا وعدہ بھی سیاسی ورکرز کو مطمئن کرنے اور اسے نوازنے کے لئے سکیم محسوس ہوتی ہے۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ 6 لاکھ 46 ہزار غریب خاندانوں کو پانچ سو روپیہ ماہانہ فراہم کئے جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس حکومت کی طرف سے on the floor of the House یہ اعلان کیا گیا تھا کہ زلزلہ سے متاثرہ ایک لاکھ خاندان کو -/3000 روپے ماہانہ دیئے جائیں گے لیکن میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میری اطلاع کے مطابق 18 خاندان ہیں جن کو صرف ایک دفعہ -/3000 کے حساب سے یہ ادائیگی کی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی نے ایک روپے کی بھی ادائیگی نہیں کی۔ جس حکومت نے ایک لاکھ لوگوں کے ساتھ -/3000 ماہانہ کا وعدہ کیا اور پھر ان کی اپنی پارلیمانی پارٹی کے اندر مختلف معزز اراکین اسمبلی اور مختلف وزراء نے دس دس خاندانوں کی کفالت اپنے ذمہ لینے کا اعلان کیا لیکن وہ سارے کے سارے وعدے جھوٹے ثابت ہوئے اور کسی کو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا۔ جو حکومت ایک لاکھ خاندانوں کو -/3000 روپے ماہانہ دینے کا وعدہ کر کے اس پر عمل نہیں کر سکتی تو وہ 6 لاکھ 46 ہزار خاندانوں کی کہاں مدد کر سکے گی۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے پچھلے بجٹ میں 20۔ ارب روپے رکھا گیا تھا اور موجودہ بجٹ میں یہ بڑھا کر تقریباً 29.5۔ ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ پولیس کے اندر جو اب تک بد قسمتی سے ہم عذاب بھگتتے آ رہے ہیں وہ مختلف سیاسی حکومتوں کے دور میں میرٹ سے ہٹ کر بھرتی تھی۔ اس وقت بھی اس حکومت کے دور میں بھی میرٹ سے ہٹ کر بہت بڑی تعداد میں محکمہ پولیس میں بھرتیاں کی گئی ہیں جس سے پولیس کے رہے سہے معیار کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ لوگ جاتے ہیں پیسے دیتے ہیں اور جا کر بھرتی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے پولیس سٹیشن لوٹ مار، قبضہ مافیا اور منشیات کے سرپرستوں کے ادارے بنے ہوئے ہیں۔ وہاں پر عام آدمیوں کو کوئی انصاف نہیں ملتا۔ جب تک پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر structural changes نہیں لائی جاتیں اور ان کا مزاج نہیں بدلا جاتا۔ نیچے سے لے کر اوپر تک پولیس کی ٹریننگ کو تبدیل کر کے ایک نئی پولیس نہیں بنائی جاتی آپ ان کو جتنے مرضی اربوں روپے دے دیں یہ عوام کے لئے ایک عذاب کی صورت میں مسلط رہیں گے۔ عوام کو ان سے کوئی benefit حاصل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں محکمہ جیل کے لئے 16۔ ارب 68 کروڑ روپے رکھے گئے تھے موجودہ بجٹ میں 19۔ ارب روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جیلوں

کے اندر کھانے کا معیار بہتر ہوا ہے لیکن جب تک جیل کے عملے کی اچھی تربیت نہیں کی جائے گی ان کے temperament کو آپ change نہیں کریں گے، جیل میں اصلاح کے ادارے آپ نہیں بنائیں گے اور جیل کے پورے سسٹم کو بہتر نہیں بنائیں گے اس وقت تک اس طرح سے ان کو پیسے دیتے چلے جانا پیسوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جیلوں کے اندر جتنے لوگ قیدی ہیں یا حوالات میں ہیں ان کے پورے سسٹم کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا۔ آفیسرز کی ٹریننگ کی جائے گی اور کرپشن کو کم کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن اس وعدے پر بھی عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! سیکرٹریٹ اور ایڈمنسٹریشن کے لئے سابق بجٹ میں 74 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جو revised budget میں 58 کروڑ روپے کر دیئے گئے ہیں اور اب پھر 98 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کو کم کرنا ہر بجٹ کی بنیادی ضرورت اور تقاضا ہونا چاہئے۔ سیکرٹریٹ کی گاڑیوں کے اخراجات بہت زیادہ ہیں مختلف افراد کے پاس دس دس گاڑیوں کے بیڑے ہیں۔ جب تک ان اخراجات کو آپ کنٹرول نہیں کریں گے عوام کی حالت کو بہتر نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! لیبر افیئرز کے لئے پچھلے بجٹ میں 90 کروڑ روپے رکھے گئے جو revise کرکے 94 کروڑ روپے ہو گئے اور اب موجودہ بجٹ میں 114 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ عام لیبر کی جو حالت ہے وہ بہت ہی پریشان کن ہے اور عام کارکن بدترین حالات میں زندگی گزار رہا ہے۔ ہمارے معاشرے کا عام مزدور اور خاص طور پر بھٹہ مزدور، آپ خود اخبارات میں بھی دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے گردے بیچ رہے ہیں۔ ان کی زندگی برباد ہو چکی ہے لیکن ان کی کوئی سرپرستی کرنے والا نہیں ہے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے افسران اور انسپکٹرز مختلف فیکٹریوں کی pay list پر ہیں اور بعض سے وہ منتھلیاں وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے عام مزدور کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! شالامار باغ اور لاہور فورٹ کے لئے پچھلے بجٹ میں 15 کروڑ روپے مختص تھے موجودہ بجٹ میں 18 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں جگہیں بڑی مثالی ہیں اور مثالی ثقافتی ورثہ ہیں لیکن بدقسمتی سے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! دو منٹ میں wind up کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں اپنی بات کو دو منٹ میں سمیٹتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کی poor maintenance کی وجہ سے اور ٹورازم کو attract نہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اتنی بڑی رقم ہم خرچ کر رہے ہیں اور وہاں سے کوئی خاص آمدنی نہیں ہو رہی۔ ٹورسٹ کو attract کرنے کے لئے صرف ہوائی جہازوں سے چھلانگیں لگا کر free fall jump لگا کر tourists کو attract نہیں کیا جا سکتا۔ کسی کی گود میں بیٹھ کر چھلانگ لگانے سے tourists attract نہیں ہوں گے۔ اگر آپ نے سیاحوں کو attract کرنا ہے تو شالا مار باغ اور لاہور کے قلعہ کو جو ہمارے اسلاف کی شاندار نشانیاں ہیں ان کو بہتر بنانا چاہئے اور اس کے لئے کوششیں کرنی چاہیئں۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ لائیو سٹاک کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں لیکن عالم یہ ہے کہ ہم انڈیا سے گوشت امپورٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے بھی ایک بڑی رقم مختص کی گئی ہے وزیر تعلیم سے درخواست ہے کہ وہ کسی وقت تو گپیں نہ لگایا کریں اور توجہ سے بات سن لیا کریں۔ ان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایجوکیٹرز کی تنخواہیں جو چپڑاسیوں سے بھی کم رکھی گئی ہیں۔ خدا کے لئے استاد کو استاد کا مقام دیں اور ان کی تنخواہوں کو بڑھائیں۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ missing facilities کے نام پر تمام اضلاع کو ایک بڑی رقوم تو فراہم کی گئی لیکن اس میں اپوزیشن کے حلقوں کو پوری طرح سے نظر انداز کر دیا گیا۔ اپوزیشن کے حلقے انڈیا یا افغانستان میں نہیں ہیں وہ بھی اسی پاکستان کا حصہ ہیں۔ اگر ہمارے حلقوں کے اندر سکولوں کی اصلاح نہیں ہو گی بچوں کو facilities نہ مہیا ہوں گی تو پھر اس بجٹ کا یہ افسوس ناک پہلو ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ خصوصی توجہ دے کر کتب کی فراہمی کو بھی یقینی بنائیں۔ بعض سکولوں میں بجلی تک موجود نہیں ہے اور لاہور میں سینکڑوں کی تعداد میں ایسے سکول ہیں جہاں پر بجلی نہیں ہے ان کی حالت کو بہتر بنائیں۔ کتنی شرمناک بات ہے کہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج میں جہاں پر بچیاں ڈگری کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں ان کے لئے بھی کوئی فرنیچر موجود نہیں ہے اور وہ بے چاری زمین پر بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ جس ملک کے اندر ڈگری کالج کی بچیاں زمین پر ننگے فرش پر بیٹھ کر پڑھیں اور پھر آپ یہ کہیں کہ ہمارا "پڑھا لکھا پنجاب" ہے۔ یہ نعرہ صرف اخباروں کی حد تک تو ہو گا نیچے نظر نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ special infrastructure کے لئے بڑی رقوم رکھی گئی ہیں لیکن اصل مسئلہ ہماری انتظامیہ کی طرف سے لوٹ مار کا نظام ہے۔ یہ طے کیا گیا اور اسی ایوان کے floor پر میں نے یہ گزارش کی تھی کہ پل بنائے جاتے ہیں توڑے نہیں جاتے۔ مسلم ٹاؤن پر ایک پل توڑ دیا گیا وہاں پر پہلے ایک انڈر پاس 7 کروڑ روپے کا منظور کیا گیا اور اب 44 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک انڈر پاس تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اگر اسی طرح سے لوٹ مار مچی رہے گی آپ جتنے پیسے بھی دیتے رہیں اس سے عوام کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! مقامی حکومتوں کے لئے جو بڑی رقوم رکھی گئی ہیں وہاں پر بھی لوٹ مار کی انتہا ہو گئی ہے، کوئی کوالٹی نہیں ہے۔ آج ایک گھنٹہ بھی بارش نہیں ہوئی ہے اور آدھے شہر کی سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں اور برباد ہو گئی ہیں کیونکہ ہمارے ٹی ایم اوز اور بیشتر ناظمین اور ٹاؤن ناظمین جو ہیں وہ سارے کے سارے اس لوٹ مار کا حصہ بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے لوٹ مچائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبہ پر 2 کھرب 66۔ارب روپے کا قرض ہے اور اس میں سے غیر ملکی قرضے کی رقم ایک کھرب 92۔ارب روپے ہے۔ اس مرتبہ پھر تقریباً 9۔ارب روپے باہر سے قرضہ لیا گیا ہے۔ یہ دعوے کرنا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ ہم یہ نہیں کریں گے اور وہ نہیں کریں گے اس صوبے کے ہر بچے کو بھی مقروض بنایا جا رہا ہے۔ خدا کے لئے قرضے لے لے کر سرکاری افسروں کے پیٹ نہ بھریں ورنہ ان بڑی بڑی رقوم کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ آپ کوئی ایسی ایڈمنسٹریشن نہ بنائیں جو دیانتداری کے ساتھ affectively کام کرنے والی ہو اور اس کے اثرات نچلی سطح تک اور عام آدمی کی سطح تک پہنچیں۔ عام آدمی تو غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہا ہے اور آپ بڑی بڑی figures کے بجٹ بناتے رہیں اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔ وآخر دعونا عن الحمد للہ رب العالمین o

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ ہر سال routine کے ساتھ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو پاکستان میں بسنے والے 14 کروڑ عوام اس بجٹ کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں اور خصوصی طور پر وہ لوگ جو ملازمین ہیں جو گورنمنٹ ملازمین ہیں اور گورنمنٹ کے اداروں میں کام کرتے ہیں اور خصوصی طور پر جو گریڈ سولہ سے نیچے کام کرتے ہیں ان کی آس بندھتی ہے اور ان کے اندر ایک امید پیدا ہوتی ہے کہ اس بجٹ میں ہمیں وہ کچھ دیا جائے گا جس کی

خواہش ہمارے اندر چلبلا رہی ہے لیکن جب یہ بجٹ پیش ہوتا ہے اور ہم ہر سال اس پر بحث کرتے ہیں اور ہر سال ہم ان figures پر detail سے discussion کرتے ہیں لیکن اس کا عملی طور پر جو نتیجہ ہوتا ہے وہ صفر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ آج ہمارے ملک کے استاد کو چاہئے تھا کہ وہ سکول کے اندر بچوں کو تعلیم دیتا، وہ آج معاشی طور پر kill ہو چکا ہے اور وہ اپنی معاشی صورت حال کو بہتر کرنے کے لئے سڑکوں پر کھڑا ہو کر احتجاج کر رہا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس بجٹ میں اس استاد کو کچھ دیا جاتا جو قوم کا مستقبل بناتا ہے، جو قوم کو ایک نئی امید دلاتا ہے لیکن اس بجٹ میں جو ایک بہت بھاری بھرکم بجٹ بنایا گیا ہے اس میں ان اساتذہ کے لئے کوئی relief نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب نے Educators کے بارے میں کہا ہے۔ ظلم کی بات ہے کہ انہوں نے جو یوٹیلٹی سٹورز بنائے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے Education Department میں ریٹائرڈ نائب صوبیداروں کو نوکریاں دی ہیں اور ان کی تنخواہ-/9000 مقرر کی گئی ہے لیکن ظلم کی بات یہ ہے کہ ہم روز اخبارات میں کہتے ہیں کہ یہ پڑھا لکھا پنجاب ہے۔ ہم اس کو پڑھا لکھا پنجاب بنانا چاہتے ہیں لیکن اسی پڑھے لکھے پنجاب میں ایک Educator کی تنخواہ-/4600 روپیہ ہے۔ میں وزیر تعلیم اور موجودہ حکومت سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس قوم کا مستقبل بنانے والے استادوں کی اگر آپ معاشی حالت ٹھیک نہیں کریں گے تو یہ ملک ترقی کی طرف رواں دواں نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ پچھلے چار سالوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی کتاب کی صورت میں modeling کروائی گئی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ایک غریب بچے کو کتاب دے رہے ہیں اور اس modeling پر 19 کروڑ روپیہ خرچ ہوا اور پھر education پر یہ ظلم ہوا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے education پر کروڑوں اور اربوں روپے لگائے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوا۔ میں recently یہ بات کرتا ہوں کہ جماعت پنجم کے انہوں نے بورڈ کے exams لئے ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس پنجاب میں جب دو پیپرز رہ گئے تو وہ پیپرز leak out ہو گئے اور پھر اس کے بعد ظلم یہ ہوا کہ پورے پنجاب کے بورڈ کے آٹھویں جماعت کے بورڈ کے امتحان postpone کر دیئے گئے۔ پورے پنجاب میں 6 لاکھ بچوں

نے وہ امتحان دینا تھا اور اس ملک کو کھانے والوں نے کیا کیا کہ 16 لاکھ پیپرز چھپوائے گئے اور جن لوگوں نے اس کو monitor کرنا تھا اس پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے لیکن آج وہ پیسے جو زمین میں دفن کر دیئے گئے ہیں یا لوگوں کی جیبوں میں چلے گئے ہیں ان کی جواب دہی کے لئے کوئی آدمی بھی تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے ساتھ ظلم اس لئے کہتا ہوں کہ پرائیویٹ سکولز نے فروری میں exams لئے اور 31۔مارچ کو انہوں نے result out کر دیا۔ سارے بچے انہی پرائیویٹ سکولوں میں دوبارہ داخل ہو گئے ہیں اور سرکاری سکولوں میں کیا ہوا کہ مئی میں انہوں نے امتحان لیا، جون میں اس کا result out ہوا۔ آپ یقین کریں کہ میں EDO Education Sialkot سے خود ملا ہوں، ہیڈ ماسٹروں سے ملا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بچہ بھی داخل نہیں ہوا۔ ہمارے پاس جو بچے تھے وہ بھی چلے گئے ہیں اس لئے کہ اس ملک میں تعلیم کا بیڑا غرق کرنے کی جو سازش کی جا رہی ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا۔

جناب سپیکر! یہ کیسا ملک ہے کہ جس میں جون میں result out ہو رہا ہے، جب مارچ میں result out ہوتا تھا ایک مہینہ classes ہوتی تھیں اس کے بعد چھٹیاں ہو جاتی تھیں، بچوں کو چھٹیوں کا کام دیا جاتا تھا اور بچوں کو کتابیں مل جاتی تھیں لیکن اس پنجاب گورنمنٹ کی منطق ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ آج اگر ایک بچے کا 30۔جون کو result out ہوتا ہے تو پنجاب گورنمنٹ اسے کتابیں نہیں دیتی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو ستمبر میں کتابیں دیں گے اور ستمبر میں بھی انہیں کتابیں نہیں دی جاتیں۔ میں نے پچھلے سیشن میں بھی وزیر تعلیم کی توجہ اس جانب مبذول کروائی تھی کہ خدا کے لئے اگر آپ اس قوم پر رحم اور ہمدردی کرنا چاہتے ہیں تو جب جون میں result out ہوا ہے تو انہیں اس وقت کتابیں فراہم کریں لیکن ابھی تک ان کی صورتحال یہ ہے کہ سکولوں کے فرشوں پر بارش کے پانی کی وجہ سے کتابیں تباہ ہو جائیں گی لیکن وہ پڑھنے کے لئے بچوں کو نہیں دی جا رہیں۔ مجھے پنجاب گورنمنٹ کی یہ منطق سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ کہتا ہوں چاہئے تو یہ تھا کہ آج پنجاب کا ہر شخص عملی طور پر یہ نعرہ مارتا کہ جب سے یہ بجٹ آیا ہے میری حالت سدھر گئی ہے لیکن خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ پرسوں اخبار میں ایک عورت کے متعلق پڑھا، جس کے 5 بچے تھے اور اس نے صرف اس لئے خودکشی کر لی کہ اس کا خاوند کام نہیں کر سکتا تھا، وہ فارغ تھا اور اس کے پاس بچوں کو کھلانے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ اس ماں سے اپنے بچوں کا درد نہیں دیکھا گیا اور اس نے خود

کشی کر لی۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ کیسا پنجاب ہے کہ ایک ماں اپنے سامنے بچوں کو بلکتا ہوا دیکھ رہی ہے اور وہ ان کے منہ میں روٹی نہیں ڈال سکتی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم بے روزگاروں کو-/500 روپیہ دیں گے۔ یہ تو begging ہے۔ وزیر خزانہ نے پچھلے سیشن میں کہا تھا کہ ہم 16 لاکھ نئی اسامیاں پیدا کر رہے ہیں اور لوگوں کو نوکریاں دیں گے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اپنی اختتامی تقریر میں فرمادیں کہ انہوں نے کتنے لوگوں کو بھرتی کیا ہے لیکن صرف بجٹ کی کتاب میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم نے یہ دے دیا ہے، ہم نے وہ دے دیا ہے، ہم نے پنجاب کے گھر گھر میں روشنی کر دی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے جو 4 سال گزرے ہیں ہم نے پنجاب کے لوگوں کو بھوک ،افلاس اور بے روزگاری کے علاوہ کچھ نہیں دیا اور میں یہ عملی طور پر کہتا ہوں۔ یہ میری نہیں بلکہ یہ World Bank اور International Media کی رپورٹ ہے کہ اس وقت جو لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں ان کی تعداد 1.5 کروڑ سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ کیسا پنجاب ہے اور وزیر خزانہ نے ہمیں یہ کیسا بجٹ دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم مزدور کو 3.5 ہزار سے 5 ہزار روپیہ ماہانہ آمدن دیں گے لیکن عملی طور پر کسی فیکٹری یا کسی ادارے میں کسی مزدور کو 2/3 ہزار سے زیادہ تنخواہ نہیں دی جاتی۔ ان کو چاہئے تھا کہ وہ مزدور جس کی وجہ سے اس صوبے کی فیکٹریوں کی چمنیاں روشن ہو رہی ہیں اور جو اس ملک کی صنعت کو چلا رہے ہیں یہ ان کے گھروں میں کم از کم چولہے جلتے رہنے دیتے لیکن آج عملی طور پر یہ صورتحال ہے کہ پنجاب کا ہر فرد، چاہے وہ کسان ہے، چاہے وہ مزدور ہے، چاہے وہ ملازم پیشہ آدمی ہے، میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ خدارا! وہ پانچ، ساڑھے پانچ ہزار میں اس گھر کا ایک بجٹ بنا کر دکھائیں کہ جس میں کسی شریف آدمی کا، کسی مزدور آدمی کا اور کسی عام آدمی کا ایک مہینے کا چولہا جل جائے۔ اگر مجھے یہ بجٹ تیار کر کے دے دیں گے تو میں انہیں salute کروں گا۔

جناب سپیکر! میں جہاں پر اتنی تنقید کر رہا ہوں مجھے چاہئے کہ حکومت پنجاب نے جو اچھے کام کئے ہیں انہیں بھی appreciate کروں۔ انہوں نے Patrolling Police بنائی ہے جس کی وجہ سے روڈز پر جو ڈکیتیاں ہوتی تھیں ان میں بہت واضح فرق ہے۔ انہوں نے جو پڑھے لکھے لوگ بھرتی کئے ہیں ان کی وجہ سے Patrolling کی صورتحال میں بہت زیادہ بہتری آئی ہے اور یہ بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے ایمرجنسی میں medicines فراہم کی ہیں۔ جو لوگ ایمرجنسی میں جاتے تھے ان کے پاس جیب میں پیسے نہیں ہوتے تھے اور انہیں دوائی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کا یہ اقدام قابل تعریف ہے کہ اگر کوئی آدمی زخمی حالت میں یا ایمرجنسی میں وہ کسی ہسپتال میں جاتا ہے تو وہاں اسے free medicines مل جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! اب لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال جو اتنی گھمبیر بنی ہوئی ہے۔ ہم یہاں اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر میں fail ہو چکی ہے، یقیناً اس وقت صورتحال یہ ہے کہ میرے شہر سیالکوٹ میں روز کم و بیش 40 کے قریب چوریاں اور ڈاکے ہوتے ہیں۔ ان میں 50/75 فیصد تک مقدمے رجسٹرڈ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے پولیس کو بہت زیادہ فنڈ دیا ہے لیکن وہ اپر کلاس جو آفیسر کلاس ہے ان کو انھوں نے بہت زیادہ فنڈز دیئے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ اگر اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کیا جائے تو پڑھے لکھے بچوں کو کانسٹیبل بھرتی کریں۔ تھانوں کو نچلی سطح پر کانسٹیبل کی سطح پر بہتر کریں۔ وہاں حالات کو بہتر کرنے کے لئے نفری کو بڑھائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں تو یہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کافی بہتر ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا! اس ملک میں یہ دعوے کریں، ہم مخالفت کریں اور یہ حمایت کریں اور اس پر ہم بات کو ختم کر دیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ عملی طور پر پنجاب میں کچھ ہونا چاہئے۔ اگر کچھ ہوگا تو لوگ انھیں اور ہمیں داد تحسین دیں گے اور اگر کچھ نہ ہوا تو پھر یہ الیکشن آنے والے ہیں تو لوگ ہمیں گریبانوں سے پکڑیں گے اور پھر وہ جو ہمارا حشر کریں گے وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔ وماعلینا الاالبلاغ المبین۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ مصباح کوکب صاحبہ!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے تقریر سے پہلے رولنگ دی تھی کہ پہلے دن جب ہم اس مقدس ایوان میں تشریف لائے تو حلف میں یہ بھی تھا کہ میں اپنے کارہائے منصبی نہایت ایمانداری سے اور اسمبلی قواعد و ضوابط کے مطابق ادا کرتا رہوں گا۔ اس حلف کا پاس رکھتے ہوئے سب خود ہی اندازہ لگا لیں اور آئندہ سے احتیاط کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں تو سوچ میں پڑ گئی کہ وقت کتنی جلدی پر لگا کر اڑ گیا ہے۔ 25۔نومبر 2002 کو پیر کا دن تھا اور صبح 10 بجے کا وقت تھا جب ہم سب لوگ اس ہاؤس میں حلف کے لئے تشریف لائے۔ پھر اس ایوان میں پہلا بجٹ ہم نے 14۔جون 2003 کو پیش کیا، دوسرا بجٹ 17۔جون 2004 کو پیش ہوا پھر تیسرا بجٹ 9۔جون 2005 کو پیش ہوا، چوتھا بجٹ پھر 14۔جون 2006 کو پیش ہوا اور الحمداللہ پانچواں اور آخری بجٹ پھر اس ایوان میں 14۔جون 2007 کو پیش ہوا۔

جناب سپیکر! جس اسمبلی کو سب سے کمزور اسمبلی کہا جاتا تھا وہ تو سب سے مضبوط اسمبلی ثابت ہوئی ہے۔ اس ایوان میں، میں آپ کی وساطت سے اس پورے ایوان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جس میں پانچوں بجٹ پیش کئے گئے ہیں۔ یہ پہلی اسمبلی ہے جس میں خواتین کو مناسب نمائندگی دی گئی ہے۔ یہ نمائندگی بھی vocal اور affective نمائندگی ہے۔ اس ایوان میں خواتین چاہے حکومتی بنچوں پر بیٹھی ہوں یا اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھی ہوں سب خواتین نے ہی پوری طرح سے حصہ لیا ہے۔ انھوں نے اس ایوان میں یہ ثابت بھی کر دیا ہے کہ خواتین بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتی ہیں۔ میں توقع کروں گی کہ اگلی اسمبلی میں کسی خاتون کو ڈپٹی سپیکر بھی بنا دیا جائے۔ جس کے دو فائدے ہوں گے ایک تو ہاؤس میں ڈسپلن رہے گا اور دوسرا کورم کا مسئلہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ایک وہ دن تھا جب قوم مایوسی اور ناامیدی کے دہانے پر کھڑی تھی ملک کی اقتصادی صورتحال انتہائی دگرگوں تھی۔ پاکستان کو ڈیفالٹ قرار دیئے جانے کی خبریں بڑے زور و شور کے ساتھ گردش کر رہی تھیں اور بیرونی ممالک بھی ہمارے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی بجائے منقطع کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ایسے میں ایک مرد آہن نے اس ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دیا۔ آج میں آپ اور ہم سب جو اس ایوان میں موجود ہیں اور اس ایوان سمیت دیگر قانون ساز ادارے جو اپنی مدت مکمل کرنے جا رہے ہیں اسی مرد آہن کی مرہون منت ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت عوام کی نمائندہ جماعت ہے۔ عوام کی امنگوں کی ترجمان ہے۔ عوام کی مشکلات سے بخوبی آگاہ ہے اور عوام کی دشواریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت عملی وضع کرتی ہے اور پالیسیاں ترتیب دیتی ہے۔ جس کی واضح مثال آپ نے اس بجٹ میں دیکھی کہ وہ لوگ جو انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے ان کا ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے کہ جو غربت کی

لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے تھے۔ انھیں -/500 روپے ٹوکن امداد دینے کا اعلان کیا ہے جس کی بلاشبہ اس مہنگائی کے دور میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن ایک بہت اچھے کام کی ابتداء تو ہوئی ہے ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ اس سے پہلے روٹی کپڑا مکان کے صرف نعرے ہی لگتے رہے ہیں لیکن حقیقت میں عوام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں اضافہ فیڈرل گورنمنٹ کے طریق کار کے مطابق کیا گیا ہے جس سے ان کی فنانشل پوزیشن بھی بہتر ہو جائے گی اور محنت کش جو ہماری ملکی ترقی کا اہم ستون ہیں ہم نے انھیں بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ہم ان کو بھی ان کی محنت کا بہتر معاوضہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میڈیا جو ریاست کا چوتھا ستون ہے۔ سرکاری ملازمین اور محنت کشوں کی تنخواہوں میں تو ہر سال اضافہ ہو جاتا ہے لیکن میڈیا سے وابستہ افراد کی تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی تنخواہوں میں سالانہ اضافہ کے لئے کوئی باقاعدہ طور پر قوانین موجود ہیں۔ اس لئے میں چاہوں گی کہ اس ایوان میں متفقہ طور پر یہ تجویز کیا جائے اور یہ سفارش کی جائے کہ ویج بورڈ پر عملدرآمد کرنے سمیت سالانہ بنیادوں پر ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کے لئے کوئی اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے انصاف کی فراہمی کے لئے بڑے انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب پبلک ڈیفینڈر سروس کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعے غریب افراد جو اپنے خرچ پر وکیل نہیں کر سکتے ان کو حکومت مفت امداد فراہم کرے گی۔ اس طرح ہمارے کافی وکلاء بھی accommodate ہو جائیں گے اور غریب آدمی کو بھی وکیل کی مفت سہولت گورنمنٹ فراہم کرے گی۔ ہماری حکومت عدالتی ڈھانچے کو بھی مضبوط کرنے کے لئے دھیان دے رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پچھلے دنوں اعلان کیا ہے کہ جوڈیشل آفیسرز اور اہلکاران کو ان کی تنخواہ کے دسویں حصے کے برابر الاؤنس دیا جائے گا۔ ان کو لانے اور لے جانے کے لئے پول ٹرانسپورٹ کی بھی سفارش کی ہے اور approval بھی ہو گئی ہے۔ سینئر سول ججز کو بھی گاڑیاں دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ ہماری گورنمنٹ کا ایک انقلابی قدم ہے۔ میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتی کہ لاہور میں ایک سول جج تھے، وہ ویگن میں اپنا جوڈیشل کام نمٹانے کے لئے کورٹ تشریف لا رہے تھے تو اسی ویگن میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے کہا کہ جج صاحب مجھے

-/15روپے تو ادھار دیجئے میرے پاس ٹوٹے ہوئے پیسے نہیں ہیں۔ میں نے آپ کی کورٹ میں پیش ہونا ہے کل میں نے آپ کے ریڈر کو -/50روپے تاریخ لینے کے لئے دیئے تھے۔ میں اس سے لے کر آپ کو دے دوں گا۔ اس صورتحال میں وہ ججز کورٹ میں بیٹھ کر کیا کام نمٹاتے ہوں گے۔ وہ جوڈیشل آفیسر اس وقت لاہور میں نہیں ہیں اور لاہور سے باہر سینئر سول جج ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت کا یہ بہت انقلابی قدم ہے کہ جو اس نے جوڈیشل آفیسرز کے لئے بھی اس طرح کے اقدامات کئے ہیں لیکن میں درخواست کروں گی کہ یہ کہیں التواء کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس کو جلدی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں electricity duty میں کمی کی گئی ہے۔ یقیناً اس سے consumers کو بل میں کافی ریلیف ملے گا یہ قابل تحسین قدم ہے۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتی ہوں کہ Punjab Finance Act 1964 کی دفعہ 13 کے تحت electricity duty وصول کی جاتی ہے۔ اس کے 6th شیڈول میں list provide کی گئی ہے جو electricity duty سے مستثنیٰ ہیں یعنی اس میں قانونی گنجائش موجود ہے کہ حکومت کسی بھی طرح کے consumers کو ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے۔ میں شیڈول پڑھ دیتی ہوں کہ Electricity duty section 13 ہے جس میں second proviso میں یہ گنجائش موجود ہے کہ:

> That for reasons to be recorded Government may by notification in the official gazette exempt any other consumer or class of consumers from the operation of the section.

اس میں تین طرح کے لوگوں کو exempt کیا گیا ہے۔ اس کے 6th شیڈول میں ہے کہ کن کو exempt کیا گیا ہے۔

1. Federal, Provincial and Local Governments same in respect of Provinces and premises use for residential purposes.
2. Local Authorities in respect of Public lighting.
3. Mosques, Churches and other places of public worship

جناب سپیکر! اس میں، میں گورنمنٹ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ وہ صارفین جو ایک سو یونٹ سے زیادہ بجلی استعمال نہیں کرتے اور انتہائی غریب کلاس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو بھی electricity duty سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری درخواست یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ وہ اہم ترین مسئلہ ہے جس سے ہر working women روزانہ دوچار ہوتی ہے اور روزانہ کے مسائل working women کی شدید ذہنی، جسمانی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ خواتین کے لئے علیحدہ سے ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں غریب ترین افراد کی مستقل بحالی کے لئے چھوٹے چھوٹے قرضوں کی فراہمی کے لئے ہماری حکومت نے نئی سکیم کا اجراء کیا ہے جو کہ بڑا خوش آئند ہے۔ ہماری وہ خواتین جو دیہاتوں اور قصبوں میں ایک سو گتوں پر لیس لپیٹنے کے -/36 روپے لیتی ہیں، ایک ہزار ماچس کی ڈبیاں بھرنے پر -/20 روپے لیتی ہیں، قمیضوں کے ایک درجن کالر لگانے پر 2.5 روپے جوتیوں کے ایک جوڑے پر موتی لگانے کے -/10 روپے لیتی ہیں۔ وہ اس اقتصادی بحالی کی سکیم سے چھوٹے چھوٹے قرضے لے کر دیہاتوں میں، قصبوں میں بکری فارمز اور ڈیری فارمز بنا سکتی ہیں۔ جس سے ان کی آمدن زیادہ ہو گی لیکن اس کے لئے ان کی آگاہی کا پروگرام چلانے کی ضرورت ہے کیونکہ ان خواتین کو اس طرح کے کاروبار کا پتا نہیں۔

جناب سپیکر! سوشل سیکٹر میں تعلیم، زراعت پر بھی concentrate کیا گیا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کا خواب خوشحال پنجاب ہے۔ لوگوں کو ہر طرح کی سہولت دینا ان کا خواب ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ پورا بھی کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت نے 54 سال کے پیدا کردہ مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں اور کر رہی ہے جس کے ثمرات عوام تک پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ ہماری حکومت دستیاب وسائل کی بنیاد پر پنجاب کی خوشحالی کے سفر کا نقشہ مرتب کر کے میدان عمل میں آئی اور کامیابی سے سفر طے کر رہی ہے۔ مالی سال 2007-08 کا بجٹ بیلنس بجٹ ہے، بہت اچھا بجٹ ہے، عوام دوست بجٹ ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آج جو کہ پانچواں اور آخری بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ عالم اسلام پاکستان کے استحکام اور اس خوبصورت پرچم کی سربلندی کے لئے ہم اس پر کوئی حرف نہ آنے دیں۔ میں اپوزیشن سے بھی توقع کرتی ہوں کہ پنجاب کے عوام کے بہترین مفاد میں

بنائے گئے بجٹ پر مثبت تجاویز دیں، اچھی چیزوں کو سراہیں کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ہمیں دو طرح کی تعلیم دی گئی ہے ایک حقوق العباد اور دوسرا حقوق اللہ ہیں۔ رب ذوالجلال نے فرمایا ہے کہ حقوق اللہ تو میں معاف کر سکتا ہوں لیکن حقوق العباد نہیں۔ یہاں بیٹھ کر آج سے یہ عہد کر لینا چاہئے کہ شور شرابے کی روایت کو ختم کر دیں اور عوام کے حقوق کی بات کریں کیونکہ عوام کا ہم پر جو حق ہے اس کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے اور جو فرض ہوتا ہے وہ قرض ہوتا ہے اس قرض کو آج سے ہی ہمیں ادا کر دینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کل خدا کے حضور ہمیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ پاکستان زندہ آباد۔

**جناب سپیکر:** شکریہ

**سید احسان اللہ وقاص:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے اس ہاؤس کی جو معزز خواتین ممبران ہیں ان میں سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والی خواتین سے خصوصاً اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے والی خواتین سے میں درخواست کروں گا کہ اسلام آباد میں ایک سابق وزیر کے ہاتھوں ایک معزز کنیڈین نیشنل خاتون قتل ہوئی ہیں۔ یہ اس پر آواز بلند کریں تاکہ آئندہ وزیروں کے ہاتھوں کوئی اور خاتون قتل نہ ہو۔ آپ مہربانی کریں اور اس کا ضرور اہتمام کریں۔ اس بارے میں ہماری خواتین کوشش کریں تاکہ وزیروں کے ہاتھوں آئندہ کوئی خاتون قتل نہ ہو۔

**جناب سپیکر:** محترمہ نشاط افزاء صاحبہ!

**محترمہ نشاط افزاء:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جو در ستم پہ جھکا دے سر جو لگا دے تالے زبان کو
مجھے مصلحت نہ سکھاؤ تم میرے دین میں یہ حرام ہے
میرے سر پہ لاکھوں ہوں سولیاں میرے ہاتھ چاہے قلم کرو
میں کہوں گی وہی حرف حق جو زبان خلق و عوام ہے

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے پانچویں بار حسب معمول مراعات کا ایک پرفریب دلکش بجٹ پیش کرنے کی ایک بھرپور کاوش کی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر سال یہ حکومت پچھلے بجٹ بڑھ چڑھ کر عوام کو خوشحالی اور ترقی کی نوید سنانا اور عوام کو گمراہ کن سنہرے خواب دکھانا ان کا معمول بن چکا ہے مگر ان خوابوں کو یہ تعبیر آج تک نہیں دے سکے۔ ان کے سابق ریکارڈ

کو سامنے رکھا جائے تو یہ حقیقت صرف آنے والے الیکشن میں عوام کو جل دے کر ورغلانے کی ایک نئی پر فریب ترغیب ہے بڑے رنگین اور پر کشش جال بن کر بچھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اربوں کا ایک بڑا خوبصورت ترقی والا بجٹ پیش کیا ہے جیسے انھوں نے پنجاب میں دودھ کی نہریں بہادی ہیں اور عوام کو جنت کے نقشے دکھائے ہیں کہ ہم آپ کو جنت میں لے جا رہے ہیں۔

جناب والا! میں اس حکومت کے ساڑھے چار سالہ دور میں ترقی کا ایک مختصر سا نقشہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہی ہوں۔ اس حکومت نے امداد کی صورت میں لامحدود بیرونی فنڈز حاصل کئے کبھی طالبان کا خوف دلا کر، کبھی دہشت گردی کی روک تھام کے نام پر اور کبھی زلزلہ زدگان کی امداد کی صورت میں۔ بیشمار امدادی چیزیں اس کے علاوہ 63۔ ارب ڈالر کی خطیر رقم آئی۔ اس کے علاوہ اس حکومت نے اپنی [*****]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ نشاط افزاء: اپنے ہزاروں معصوم بے گناہ لوگوں کو دہشت گردی کا لیبل لگا کر محض امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں اربوں ڈالر میں فروخت کیا۔ جس کا صدر نے خود اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے اور قوم کے سامنے بھی کیا ہے۔

اٹھیں گے جبینوں سے اک دن یہ حجاب آخر
آفاق سے آئے گا نالوں کا جواب آخر

اس وقت آپ دیکھیں گے کہ جب آپ حشر کے میدان میں کھڑے ہوں گے۔ ورلڈ بنک سے 103 ملین ڈالر کے مزید تعلیمی ترقیاتی فنڈ، 130 ملین ڈالر طبی سہولیات کا سالانہ فنڈ، 63۔ ارب ڈالر کے ان تمام ترقیاتی فنڈز سے کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ غربت میں کوئی کمی آئی ہے؟ کیا ملک کا انفراسٹرکچر بہتر ہوا ہے۔ ان گنت اربوں ڈالر کی بیرونی امداد، خزانہ لبالب بھرنے کا دعویٰ، عوام فاقوں پر مجبور۔ یہ امداد، یہ فنڈز کہاں پر خرچ ہوئے اس کا بریک ڈاؤن دیا جائے۔ لاتعداد وسائل میں پھنسے ہوئے عوام، مہنگائی بے روزگاری سے بے دم نڈھال، بجلی کا سنگین بحران پانی کی شدید

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قلت، کبھی آٹا، کبھی گھی، کبھی چینی نایاب، پسماندہ علاقوں کے 70 فیصدی عوام کے لئے طبی سہولتوں کی عدم فراہمی، شہروں میں 1520 مریضوں کے لئے صرف ایک نرس، آپ ترقی کا نقشہ دیکھیں کہ 1520 مریضوں کے لئے صرف ایک نرس اور 1260 مریضوں پر صرف ایک ڈاکٹر، اقوام متحدہ یونیسف رپورٹ کے مطابق اس وقت 5 کروڑ عوام ناخواندہ ہیں اور 8 لاکھ بچے سکول سسٹم سے یکسر محروم ہیں۔ گزشتہ 8 سالوں میں بجلی کی زبردست ضرورت کے باوجود اور پریشانی کے باوجود اس کی پیداوار میں ایک میگاواٹ کا اضافہ بھی نہیں کیا جاسکا۔ پورے ملک میں بجلی کی سنگین ترین صورتحال ہے۔ پرویز مشرف اور ان کے حواری پچھلے 8 سال سے یہ دعوے کرتے آئے ہیں کہ ہم پانچ بڑے ڈیم بنائیں گے مگر وہ اپنے 8 سالہ طویل دور حکومت میں ڈیم تو کیا ایک جھیل یا ایک تالاب بھی آج تک نہیں بنا سکے اور لوگوں کو 8 سال سے یہی باتیں کر رہے ہیں کہ ہم ڈیم بنا رہے ہیں، ہم پانی بنا رہے ہیں، ہم بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ یہ سب جھوٹ، فریب اور سبز باغ ہیں۔ عوام پینے کے صاف پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں، ملاوٹ شدہ گندہ پانی پی پی کر آدھا ملک ہیپاٹائٹس کا شکار ہو چکا ہو۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے چند مخصوص اضلاع میں اس کے فری علاج کا اعلان کر رکھا ہے اور باقی مراعات بھی صرف اپنے لوگوں کے اضلاع میں دی ہوئی ہیں۔

جناب والا! پسماندہ علاقوں میں جیسا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس بیماری میں 80 فیصد لوگ بری طرح مبتلا ہیں۔ وزیر صحت چودھری محمد اقبال کے پچھلے ماہ ٹوبہ ٹیک سنگھ جانے پر ان کو اس موذی مرض کی خطرناک صورتحال سے پوری طرح آگاہ کیا گیا مگر ان کے کان تک جوں تک نہیں رینگی۔

محترمہ زینت خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زینت خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ میری بہن مسلسل مصائب والام کا یہاں پر اظہار کر رہی ہیں جو باتیں جب بیتی ہوتی ہیں یا اپنے اوپر بیتی ہوتی ہیں ان کو پڑھنے کی ضرورت تو پیش نہیں آتی وہ تو روزمرہ کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ مسائل کا ذکر پڑھ کر کر رہی ہیں اگر یہاں پر کوئی مسائل ہوں گے تو یہ اس سے متاثر ہوں گی تو ان کی تصویر خود ہی بن جائیں گی ان کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ مسائل کو پڑھ پڑھ کر بیان کر رہی ہیں، وہ کوئی مسائل نہیں ہوتے جو پڑھ کر بیان کئے جائیں۔ یہ تقریر پڑھ کر بیان کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! اعداد و شمار کو زبانی یاد نہیں رکھا جا سکتا وزیر خزانہ بھی تو یہاں بیٹھ کر تقریر پڑھتے ہیں تو ہم اعداد و شمار زبانی کیسے یاد رکھ سکتے ہیں۔ آپ ہر بات پر کھڑی ہو جاتی ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ٹریژری بنچز اس بات کو یاد رکھیں کہ جب ادھر سے کوئی بندہ تقریر کرے گا تو اس کو بھی اسی طرح سے interrupt کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: احسان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! بے حسی کی یہ انتہا ہے کہ بیت المال اور زکوٰۃ سے بھی غریب لوگوں کا علاج نہیں کروایا جا رہا۔ یہ ہے ہماری حکومتی نور، توں کی ترقی کی رفتار۔ عوام کی ترقی، خوشحالی اور فلاح و بہبود کا ہر دعویٰ صرف حکومت کے بڑے بڑے وعدوں پر مشتمل ہے۔

ہیں کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ یہ بازی گر کھلا

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے -/500 روپے فی خاندان ماہوار جو غربت فنڈز رکھا ہے وہ بھی صرف (ق) لیگ کے ہی جان پہچان اور سفارشی لوگوں تک بمشکل پہنچے گا۔ جیسا کہ زکوٰۃ اور بیت المال کے اربوں روپے ان کے چیئرمینوں، عزیز و اقارب تک ہی محدود رہے ہیں جبکہ غریب بیوہ، یتیم بچے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ کسی کو آج تک کچھ نہیں دیا گیا۔ حکومت کی ترقی اور خوشحالی کی تمام تر دلیلوں کے باوجود کہ ملکی معیشت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے خزانہ 14 بلین ڈالر سے بھر چکا ہے، ترقی کے ثمرات غریبوں تک پہنچنے لگے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ دو منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! بجٹ میں غریبوں کی خوراک کے حصول کے لئے اربوں روپے فراہم کئے گئے ہیں اگر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ رقم سو فیصد دیانتداری سے تقسیم کی جائے تو غریب عوام کو فی کس صرف اور صرف -/2 روپے حصے میں آتے ہیں کہ مظلوم لوگ ایک روٹی بھی ماہوار نہیں لے سکتے۔ دوسری اشیائے ضرورت کے لئے بھی جو رقوم رکھی گئی ہیں ان کا بھی بعینہ یہی حال ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ برا حال ہے۔ اربوں کروڑوں کی امدادی ترقیاتی پیکجز تقریروں، بیانوں، پریس کانفرنسوں کے سننے والوں پر تو آپ رعب ڈال سکتے ہیں مگر حقیقت سے ان کاغذی

پیکجز سے ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی بہتری لائی جا سکتی ہے۔ عرصہ پانچ سال سے یہ حکومت ضروریات زندگی کی بڑھتی ہوئی اشیاء کی قیمتوں کو تو کنٹرول کر نہیں سکی اور اب پانچ ہزار یوٹیلٹی سٹورز بنانے کا ایک پر فریب اور جھانسہ۔۔۔

عہد کو چاہئے ایک عمر عصر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

جناب سپیکر! یہ حکومت اپنے پانچ سالہ دور حکومت میں عوام کو بنیادی ضروریات زندگی، پانی بجلی، گیس، اشیائے خورد و نوش تو مہیا کر نہیں سکی۔ یہ فلائی اوور، یہ سڑکوں کی ادھیڑ، اکھیڑ، یہ انڈر گراونڈ ترقی کے تشہیری بیانوں، وعدوں وعیدوں سے پیٹ بھرا نہیں کرتے اور نہ ہی بھوک مٹائی جا سکتی ہے۔ یہ کون سی ترقی کی بات کر رہے ہیں جو صرف ان کے بیانوں اور تقریروں اور گمراہ کن تشہیروں میں ہے یا ان کے سبز باغ دکھانے میں۔ غور فرمائیں کہ اقتصادی اور معاشرتی ترقی حکومتی دعوؤں سے غریب طبقے کی زندگی پر کیا اثر پڑا ہے۔ مزدور طبقہ جو 150/200 روپے کی دہاڑی کے لئے گرمیوں کی کڑکتی دھوپ اور سردیوں کی ٹھٹھرتی سردی میں مارا مارا پھرتا ہے اور گندے نالوں کے کناروں پر جھونپڑیوں اور کیڑوں مکوڑوں کی بھرمار میں رہنے والے ننگے غریب لوگوں کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی ہے، کیا ان ماؤں بہنوں کی تکالیف اور مشکلات میں کمی ہوئی جو آج انٹرنیٹ اور کیبل کے زمانے میں ایک گھڑا پانی کے لئے پندرہ پندرہ بیس بیس میل سفر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آپ کو کافی وقت ملا ہے۔

محترمہ نشاط افزا: جناب والا! ہمیں کبھی کبھی تو موقع ملتا ہے۔ ہمیں کچھ تو کہنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی کہ دور دراز طبی سہولیات نہ ہونے سے سسک سسک کر بچے مر رہے ہیں۔ کیا یہ چودہ بلین ڈالر دیہاتوں کے ان مظلوم بچوں کو سکول کی چھت مہیا کر سکے ہیں جو ابھی تک سکول کے درختوں کی چھاؤں تلے اینٹوں پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ نہیں یہی ہے سچا کڑوا سچ، ہزاروں ہیں شکوے میں کیا کیا بتاؤں۔ انسانی حقوق کی تمام تر محرومیوں اور نظام کی تمام تر بدعنوانیوں، ناانصافیوں سے عوام گھٹ گھٹ کر مر رہے ہیں پھر بھی چرچا ہے مسیحائی کا۔ بجلی کا بدترین بحران تو ملک کی ساٹھ سالہ تاریخ میں آج تک دیکھنے میں نہیں آیا، بجلی پانی سے محروم کر

کے کیا یہ حکومت ہمیں پتھروں کے تاریک دور میں لے جانا چاہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ملک کی تاریخ میں بدترین معاشی بدحالی کا شکار ہے۔ ایسے حالات تو کبھی ان پچھلی حکومتوں کے وقت میں بھی نہیں تھے بقول ان کے جن کا خزانہ خالی تھا۔

گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقین مجھ کو ہے کہ منزل کھو رہے ہو تم

جناب سپیکر! عرصہ چار سال سے یہ حکومت متواتر دعوے کرتی آئی ہے کہ ہم نے اپنی جیبیں نہیں بھریں بلکہ خزانہ بھرا ہے۔ مگر شاید یہ اپنی پارسائی کے ڈھنڈورے پیٹتے وقت بھول جاتے ہیں کہ چینی کا سکینڈل، سیمنٹ کا سکینڈل، ٹائروں کی خرید و فروخت کا سکینڈل، سٹیل مل کا سنگین سکینڈل یہ سب اس حکومت کے اہم کارنامے ہیں۔

اتنی ناں بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ،۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ نذیر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے مثلاً یہ تمام طبقوں کے مفادات کی ترجمانی کرتا ہے، غریبوں کو ریلیف دیتا ہے۔ اس طرح یہ عوام دوست بجٹ ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ ایک اہم دستاویز ہے کہ یہ نہ صرف تسلسل سے پیش کیا جانے والا پنجاب کا پانچواں بجٹ ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ بھرپور اکثریت سے منظور ہو کر اس حکومت پر انشاء اللہ اعتماد کا اظہار ہو گا۔ صحت مند معاشرے کے لئے ہر شہری کا صحت مند ہونا اولین شرط ہے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ عوام کی جسمانی اور ذہنی نشو و نما کے لئے بہترین سہولتیں مہیا کرے اسی وجہ سے اور اسی مقصد کے لئے پنجاب حکومت نے شعبہ صحت کا بجٹ تشکیل دیتے وقت مندرجہ ذیل اہداف مقرر کئے ہیں:

1- مینجمنٹ پر مشتمل بہترین ہیلتھ مینجمنٹ کا قیام
2- بنیادی طبی سہولیات کی اصلاح اور موجودہ سہولیات سے بھرپور استفادہ کرنا۔
3- منصوبہ بندی، بجٹ سازی اور تخمینہ سازی کی استعداد بڑھانا۔
4- ڈیٹا اینالسز ریسرچ پر مبنی منصوبہ بندی کرنا۔

5۔ طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے کمیونٹی کی شرکت یعنی پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کو یقینی بنانا۔

تعلیم اور صحت وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالہیٰ کی اولین ترجیحات ہیں اس کے پیش نظر ان شعبوں میں ریکارڈ فنڈز مہیا کئے گئے جن سے شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم منصوبہ جات شروع کئے گئے۔ صحت کے شعبے میں حکومت نے ایک واضح پالیسی کے تحت دو مرحلوں میں پروگرام پیش کئے۔ جب پنجاب حکومت برسراقتدار آئی تو شعبہ صحت میں کوئی انفراسٹرکچر ہی نہیں تھا جبکہ دوسری طرف آبادی میں بڑھتا ہوا اضافہ دباؤ ڈال رہا تھا۔ ہم نے مرحلہ وار پروگرام شروع کیا اور مناسب پلاننگ کی جس کے مطابق سب سے پہلے بنیادی ڈھانچہ مکمل کرنے کا فیصلہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ بہترین طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے ضروری اصلاح بھی شروع کر دی گئی۔ بنیادی ڈھانچہ مکمل کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے فراخدلی سے فنڈز مہیا کئے اور ان فنڈز کی فراہمی اتنی زیادہ مقدار میں ہے کہ اس کی مثال کبھی ملی ہے اور نہ ملے گی۔ بنیادی ڈھانچہ مکمل ہو چکا ہے اور کوالٹی طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! جنرل ہسپتال میں ایمرجنسی اور گنگا رام ہسپتال میں 39 کروڑ روپے کی لاگت سے بہترین ایمرجنسی کا قیام ہماری محنت اور کمٹمنٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ایمرجنسی میں مفت علاج کا اہتمام کر کے مفت ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا اور اس بات کا اعتراف ہمارے حزب اختلاف والے بھی کریں گے کہ ہسپتالوں میں ایمرجنسی وارڈ میں طبی سہولیات کی فراہمی بین الاقوامی معیار کے عین مطابق ہے جہاں اب تک 70 لاکھ مریضوں کا علاج ہو چکا ہے اور 800 ملین روپے کی ادویات فری فراہم کی گئی ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ شعبہ صحت میں مزید بہتری کی گنجائش نہیں بلکہ ہم خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح حکومت نے ایمبولینس سروس یعنی 1122 ریسکیو کا اجراء کر کے بہترین کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اس کے لئے 1.8 ۔ارب روپے کی کثیر رقم allocate کی گئی ہے۔ جدید سہولیات سے لیس یہ سروس بلا تخصیص ایمرجنسی اور کسی بھی آفت کی صورت میں ایک نجات دہندہ سروس ہے اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں اس کا دائرہ وسیع کیا جا رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے ہمارے اپوزیشن والے بھی انکار نہیں کر سکتے بلکہ بگو صاحب نے ابھی اسے سراہا بھی ہے لیکن پتا نہیں کہ دل سے کیا یا اوپر اوپر سے ہی کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے ہسپتالوں میں طبی سہولیات کو مزید بہتر بنانے کے لئے حکومتی کنٹرول کو کم کرتے ہوئے بورڈ آف مینجمنٹ کا قیام کیا ہے جو کہ کمیونٹی ممبران پر مشتمل ہے۔ اب ہسپتال کے انتظامی پروفیشنل ایڈمنسٹریٹو اور patient related معاملات کے بارے میں تمام فیصلے حکومت کی بجائے بورڈ ہی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! کثیر مالیات کے بے شمار منصوبوں کو پک اینڈ ڈاؤن کرنے کے لئے ہم نے ہسپتالوں میں ری انجینئرنگ پراسیس اور جلد ہی H.M.I.S یعنی ہسپتال مینجمنٹ اور انفارمیشن سروسز patient record اور مینجمنٹ سسٹم بھی شروع کر دیا گیا ہے جس سے انشاء اللہ بہت جلد شعبہ طب میں کئے گئے بے مثال اخراجات کا اثر عام لوگوں تک محسوس ہونا شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ہیلتھ پالیسی مرتب کرتے وقت millennium development goals کو مدنظر رکھا ہے جس کا مقصد بچوں کی شرح اموات میں کمی، ماں کی صحت، H.I.V، ایڈز اور دوسری بیماریوں کا تدارک ہے۔ اس کے تحت ایک جامع ریفارم پالیسی ترتیب دی گئی ہے۔ میری مراد جو کہ M.D.G.As کے اہداف کے مطابق ہے خصوصاً معاشرہ کے غریب اور نادار طبقہ کے لئے۔ اس کے باوجود کہ ضلعی حکومتوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے مگر ہماری حکومت نے پرائمری اور سیکنڈری سطح پر طبی سہولیات کی فراہمی ہدف بنا کر فنڈز مہیا کئے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت نے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام شروع کیا جس کے تحت مختلف سطح پر طبی سہولیات فراہم کی گئیں۔

جناب سپیکر! 02-2001 میں 817 ملین روپے سے بجٹ کو بڑھا کر 08-2007 میں 6.5 ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ شعبہ صحت میں یہ ایک ریکارڈ allocation ہے جو کہ پچھلے سال کی نسبت 51 فیصد زیادہ ہے۔ کوئی معاشرہ اس وقت تک ترقی کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک اس ملک کی بیشتر آبادی یعنی عورت تعلیم یافتہ نہ ہو، economically empowered اور مختلف سطحوں پر فیصلوں میں شامل نہ ہو۔ اس سلسلے میں ہم نے بچیوں کی تعلیم کو نہ صرف لازمی قرار دیا ہے بلکہ ان کے لئے وظائف کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ ہم نے عورتوں کو empowered کرنے کے لئے مثبت اقدامات اٹھائے ہیں اس کے لئے کثیر بجٹ allocate کیا گیا ہے تاکہ عورت بھی بزنس مین بنے بالکل اسی طرح جس طرح خاتون اول ہمارے نبی پاک ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں تاکہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خواتین بھی ایک بہترین

بزنس مین بن سکیں۔

جناب سپیکر! میں ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے بہن بھائیوں سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جن کے پاس دلیل کی طاقت ہوتی ہے وہ آہستہ بولتا ہے اور جس کے پاس بولنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا ہے وہ شور شرابہ مچاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ سب معاشرے پر ذرا نظر دوڑائیں۔ان بزرگوں کو دیکھیں جن کی پنشن میں 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ان سے جا کر پوچھیں کہ کیا وہ اس پر خوش نہیں ہیں یا ان غریب کسانوں سے پوچھیں جنہیں زرعی ٹیوب ویل کے بلوں میں رعایت دی گئی ہے۔ان غریب خاندانوں کی خوشی کا اندازہ لگائیں جو اس کے علاوہ بیت المال سے بھی لے سکتے ہیں اور زکوٰۃ فنڈ سے بھی لے سکتے ہیں۔ایک ایڈیشنل -/500 روپے صرف ان کو پیش کیا گیا تاکہ انہیں پتا چلے کہ حکومت کا رجحان غریب عوام کی طرف کتنا زیادہ ہے اور ہر وقت ان سے متعلق سوچتی رہتی ہے اور عملاً کرتی بھی ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں خوشی ہے کہ اگر اپوزیشن ممبران سابق ادوار حکومتوں کے اعداد و شمار کے مطابق ہم سے موازنہ کرتے تو اور بات تھی۔اپوزیشن کو سراہنا چاہئے کہ یہ حکومت کتنی تندہی سے کام کر رہی ہے مگر یہاں تو بالکل الٹ حال ہے جیسے رینالڈ چرچل جو کہ انیسویں صدی کے انگلش statement تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ The duty of the opposition is just to oppose وجہ جو بھی ہو اپوزیشن نے تو تنقید برائے تنقید کرنا ہے اس لئے میں بھی ایک شعر عرض کرنے کے لئے مجبور ہوں

بصارتوں کے لئے چاہئے بصیرت بھی
یہی شعور میرے نقطہ چیں نہیں رکھتے

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تھوڑے دن پہلے اخبارات میں ایک عالم دین نے ایک فتویٰ جاری کیا ہے۔یہ شاہ صاحب اور محترمہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر کا ٹیلی ویژن میں ایک دوسرے سے ٹاکرا ہوا تھا تو انہوں نے وہاں پر یہ کہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد

عورتوں کو جتنے حقوق دیئے ہیں وہ جنرل پرویز مشرف نے دیئے۔ تو وہ کفر کا فتویٰ ان پر لگا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ان کو تو عقل ہے ہی نہیں۔ یہ کان رکھتے ہیں، آنکھ رکھتے ہیں اور نہ ہی دماغ رکھتے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے پرویز مشرف صاحب نے اسمبلیوں میں عورتوں کو فوقیت دی ہے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں تو اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔ جب حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ان کے لئے چادر بچھا دی۔ یہ تھا حضور اکرم ﷺ کے دل میں عورت کا احترام۔ اس طرح نہیں ہے کہ اٹھ اٹھ کر فضول باتیں کرنا اور دانت نکالنا۔ پہلے اسلامیات سیکھیں پھر بات کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو ارشد بگو صاحب نے کہا ہے یہی انہوں نے وہاں اس وقت کہا تھا یہ اپنا بیان بدل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے آپ نے موقع فراہم کیا۔ بجٹ کسی بھی ملک کی معاشی صورتحال کا عکاس ہوتا ہے مگر افسوس ہمارے ملک میں سالانہ بجٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندا اور جھوٹے دعوؤں کا پلندا بن کر رہ گیا ہے۔ بجٹ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ملکی معیشت بہتری کی جانب گامزن ہے لیکن حکومت کے تمام دعوؤں کے باوجود عوام کی زندگی میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی۔ سٹیٹ بنک اپریل 2007 کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اپریل کے مہینے میں 47 فوڈ آئٹمز کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور یہ قیمتیں دس سے سو فیصد تک بڑھی ہیں۔ اس میں بڑی بڑی چیزیں آٹا، چاول، گوشت، بڑا گوشت، دودھ، مٹی کا تیل اور گھی وغیرہ ہیں۔ آٹا جو 2002 میں -/11 روپے فی کلو تھا وہ 2006 میں -/15 اور 2007 میں -/16 روپے کلو تک پہنچا ہوا ہے۔ چاول -/18 روپے سے -/37 اور اب -/50 اور -/55 روپے فی کلو ہے۔ اسی طرح چھوٹا گوشت -/121 روپے سے 2006 میں -/230 روپے فی کلو تک پہنچا اور اب 2007 میں -/250 تک ہے۔ بڑا گوشت پہلے -/36 روپے تھا 2006 میں -/100 روپے اور اب یہ -/110 روپے کلو فروخت ہو رہا ہے۔ اسی

طرح دودھ کی قیمت میں -/20 روپے سے -/27 روپے اور اب -/25 روپے فی لٹر اضافہ ہوا ہے۔ گھی کا کنستر جو 2006 میں صرف ایک ہزار روپے کا تھا اب وہ -/1200 تا -/1500 روپے تک پہنچ گیا ہے اور پچھلے سال سے 36 فیصد گیس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اور حکومت نے اس کا حل یہ پیش کیا کہ یوٹیلٹی سٹور کھولے جائیں گے اور اس میں اضافہ کیا جائے گا تو میں یہ پوچھتی ہوں کہ یوٹیلٹی سٹورز میں کیا یہ مناسب قیمتیں مل رہی ہیں؟ بلکہ یوٹیلٹی سٹورز میں کئی چیزیں مہنگی ہیں۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ اپنی بات دو تین منٹ میں ختم کر لیں گی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر نماز کے بعد کر لیتے ہیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: ٹھیک ہے۔ پھر نماز کے بعد کر لوں گی۔

جناب سپیکر: اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹہ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقفہ کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز کے بعد جناب چیئرمین نذر فرید کھوکھر 5:50
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: وقفہ نماز سے پہلے محترمہ طاہر منیرہ صاحبہ تقریر کر رہی تھیں؟ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! 1999 میں حکومت 3 کھرب قرضہ کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے 2006 میں یہ قرضہ 4.4 کھرب تک جا چکا ہے۔ جی ڈی پی کا growth rate بڑھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملک کے غریب عوام امیر ہو گئے ہیں۔ آجر اور اجیر کی زندگیوں میں زمین و آسمان تک فرق ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان اور دیگر مالیاتی اداروں اور ماہرین نے اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے کہ قرض کے بعد پاکستانی معیشت کا بڑا انحصار غیر ممالک سے بھیجی گئی رقوم پر ہے اور اگر کسی وجہ سے یہ رقوم آنا بند ہو گئی تو پاکستان کی معیشت بڑی مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ نئی صنعتوں کے قیام سے بے روزگاری میں کمی واقع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے نئی صنعتیں تو کیا لگانی ہیں انہوں نے تو پرانی صنعتوں

کو بھی بیچ کھایا ہے۔بے شمار بہترین اور منافع بخش ادارے تباہ کر دیئے گئے ہیں۔لاکھوں آدمی بے روز گار ہو گئے ہیں۔عوام یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ نج کاری سے حاصل ہونے والی اربوں روپے کی رقم کہاں گئی اور ان اداروں کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقوم سے قرض لینے کی رفتار میں کوئی کمی یا قرض واپس کرنے کی رفتار میں کوئی اضافہ بھی نظر نہیں آیا۔

جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ بے تحاشا روپے کی ریل پیل ہے۔لیزنگ پر کاریں لی جا رہی ہیں گھریلو اشیاء کی بھر مار ہے لوگ خوشحال نظر آتے ہیں مگر consumer banking کی بدولت ہماری معیشت پہلے سے بھی کمزور ہو گئی ہے۔کیونکہ ہمیں ان اشیاء کی درآمد کے لئے ہر سال اربوں ڈالر کا زر مبادلہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ہم ہر چیز باہر سے منگوانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جس کی ہمیں ضرورت بھی نہیں ہوتی اور سمندر پار سے ہمارے بھائیوں کی خون پسینے کی آمدنی جو ہے وہ اس طرح کی چیزوں پر صرف ہو رہی ہے۔اداروں میں ایک ایسی معاشی پالیسی کو ٹھونس دیا گیا ہے جس سے کمرشل اداروں اور بنکوں کا منافع بے تحاشا بڑھ رہا ہے۔سٹاک ایکسچینج پر ایک گروہ مسلسل رہتا ہے اور جس وقت چاہے وہ اس کو crash بھی کر دیتا ہے۔اس طرح 50 ہزار اساتذہ کی بھرتی کی گئی ہے اور پڑھا لکھا پنجاب اساتذہ کے بغیر چل بھی نہیں سکتا لیکن یہ جو contract پر بھرتی کئے گئے اساتذہ ہیں ان کو صرف -/5000 روپے تنخواہ ملتی ہے۔آج کے اس دور میں ان کی ٹرانسفر ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان کی ترقی ہو سکتی ہے۔پچھلی دفعہ بھی جب پندرہ فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی تھیں وہ ان کو نہیں دیا گیا تھا۔پانچ ہزار روپے ماہانہ ہے جو کہ روزانہ کے -/166 روپے بنتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک دو کمانے والے ہوتے ہیں اور چار پانچ کھانے والے ہوتے ہیں۔اگر اس طرح کی ایک فیملی ہو اور سولہ روپے کلو کے حساب سے اگر چار کلو آٹا لگا لیا جائے تو -/64 روپے کا تو آٹا ہی ہو گیا گھی آپ -/20 روپے کا لگا لیں چائے کی پتی دودھ دال سبزی گوشت بھی درکار ہیں اور صرف -/166 روپے۔اس کے علاوہ چھت بھی درکار ہے تعلیم اور صحت کے لئے بھی رقم درکار ہے سوئی گیس پانی اور بجلی کا خرچ علیحدہ ہے۔یہ مجھے -/166 روپے روزانہ میں ان اساتذہ کا بجٹ بنا کر دکھا دیں جو قوم کے معمار ہیں اور جو قوم کے معماروں کو تعلیم دینے والے ہیں۔اسی طرح ٹیکس چوری میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔پچھلے سال 713۔ارب روپے جمع کردہ ٹیکس میں سے 575۔ارب روپے غریب اور متوسط طبقے نے ادا کئے تھے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ صرف امیر طبقے کو ہی مراعات سے نہ نوازے بلکہ مناسب ٹیکس بھی وصول

کرے۔امیروں کو تو مراعات ہی مراعات ہیں اور ٹیکس متوسط لوگ دے رہے ہیں غریب لوگ دے رہے ہیں۔بلکہ ٹیکسوں کی بھرمار نے چھوٹے صنعتکاروں کو پریشان کر رکھا ہے۔بجلی اور گیس کے بلوں میں تسلسل سے اضافہ مصنوعات کی پیداواری لاگت پر منفی اثر ڈال رہا ہے۔116 ٹیکسٹائل یونٹس بند ہو چکے ہیں۔مزید یونٹ بند ہونے کا خدشہ ہے۔ضرورت سے زائد ٹیکسوں کی وجہ سے صنعتی پیداوار کی لاگت بڑھتی ہے۔زرعی لوازمات کی قیمت میں بھی 2 سو فیصد کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور کاشتکاری پنجاب میں جو کہ ایک زرعی صوبہ ہے گھاٹے کا سودا بن کر رہ گئی ہے۔برآمدات اور درآمدات کے فرق میں 800۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔بڑے پیمانے پر مینوفیکچرنگ کی شرح میں کمی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومت کو اندرون ملک صنعت سے کوئی سروکار ہی نہیں۔اسی طرح آپ دیکھیں کہ غریب خواتین جو ہیں جو کہ ایک پسا ہوا طبقہ ہے ان کے لئے گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی بہت ضرورت ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ چار ایم پی ایز بھوک ہڑتال کر کے باہر سیڑھیوں میں بیٹھے ہیں۔میں چاہتا ہوں حکومتی بنچوں سے کسی کو بھیج کر ان کو اندر بلوا لیں۔

جناب چیئرمین: آپ ان کے نام بھی بتا دیں کہ کون بیٹھے ہوئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! جناب حسن مرتضیٰ، رانا آفتاب احمد خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کے کوئی ترقیاتی فنڈز release نہیں ہوئے آپ ان پر کوئی مہربانی فرما دیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں شاہ صاحب آپ چلے جائیں۔چونکہ دو سادات خاندان کے ایم پی ایز باہر تشریف رکھتے ہیں اس لئے آپ ان کو لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر سید اختر حسین رضوی اور جناب ارشد محمود بگو اپوزیشن ممبران
کو بلانے کے لئے باہر تشریف لے گئے)

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ ہماری غریب خواتین جو ہمارے ملک کا پسا ہوا طبقہ ہے ان کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے اگر چھوٹی صنعتوں پر، گھریلو صنعتوں پر حکومت توجہ دے۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گی کہ ان کے لئے زیادہ فنڈز رکھے جائیں تاکہ وہ خواتین باعزت طریقے سے اپنی روزی کما سکیں۔ اس سلسلے میں کچھ تجاویز بھی دینا چاہوں گی۔ سب سے پہلے تو سٹیٹ بنک کی 20۔مارچ کی جو رپورٹ ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ غیر پیداواری اخراجات 54.4۔ارب روپے ہیں اس لئے پنجاب حکومت کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے غیر پیداواری اور غیر ضروری اخراجات کو کم کرے۔ ڈیڑھ کروڑ کی گاڑی کی بجائے چھوٹی گاڑیاں بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ دوسرا میرا پوائنٹ یہ ہے کہ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بجٹ کی رقم میں سو فیصد اضافہ کیا جانا چاہئے۔ بلکہ تعلیم کے شعبے میں مجموعی پیداوار کا 6 فیصد اور صحت پر مجموعی پیداوار کا 4 فیصد خرچ کیا جانا چاہئے۔ خواتین کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ ناکافی ہے لہذا اس کے لئے زیادہ رقم رکھی جانی چاہئے۔ اسی طرح زرعی صارفین کے لئے بجلی کا سابقہ ٹیرف بحال کیا جائے تاکہ کاشتکاروں کو بجلی سستے داموں مل سکے۔ اسی طرح میری اگلی تجویز یہ ہے کہ بنیادی اشیائے صرف کی قیمتوں کو بیس فیصد تک کم کر کے ان کو تین سال کے لئے منجمد کر دیا جائے۔ اسی طرح این ایف سی ایوارڈ کا بھی فوری طور پر اعلان کیا جائے اور کاروباری لاگت کو کم کرنے کے لئے پٹرول گیس اور بجلی کے نرخوں میں بھی کمی کی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب چودھری جاوید احمد صاحب بجٹ پر بحث کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر گزار ہوں جس نے ہمیں یہاں پر پانچویں بجٹ پر بحث کرنے کا موقع عطا فرمایا اور میں یہاں پر اپنی حکومت کو بھی اپنے اس معزز ایوان کے تمام ممبران کو اور صدر پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ہماری اسمبلیاں اپنی مدت پوری کر رہی ہیں اور ہمیں پانچویں بجٹ کا موقع مل رہا ہے۔ میرا تعلق پاکپتن سے ہے اور پاکپتن کی پہچان حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی ہستی ان کا مزار مبارک ہے اور دوسری وجہ۔۔۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ہمارے پاکپتن کی پسماندگی تھی۔ ابھی پسماندگی یا پسماندگی کے

تاریک اندھیروں سے روشنی کی طرف ہمارا سفر شروع ہوا ہے۔ میں یہاں پر اپنی بجٹ تقریر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ میں تشنگیوں کے حوالے سے کچھ عرض کروں گا اور کچھ achievementsکے حوالے سے۔

جناب چیئرمین! میرے نقطہ نظر سے کہ کاش! یہ بجٹ یا تمام بجٹ جو ہمارے اس ہاؤس میں پیش ہوئے ہیں، اس ہاؤس میں پیش ہونے سے پہلے تمام کمیٹیز کے پاس جاتے۔ وہاں پر یہ thrash outہوتے، وہاں پرformulation of policiesہوتیں اور پھر اس کے بعد ہاؤس میں آتے تو ایک مثالی جمہوریت کی صحیح روایات کو ہم آگے لے کر چلتے لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ جو routineکی ہماری پہلے جمہوری روایات تھیں اسی حساب سے ہم چلتے رہے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری یہ گزارش پیش کرنی چاہوں گا کہ کاش! ہماری اپوزیشن ایل ایف او، فیصل آباد یا سیالکوٹ کے مسائل سے نکل کر یہاں پر متبادل تجاویز دیتی تو ہمارے جیسے نئے آنے والے ممبران بھی کچھ ان سے سیکھتے اور ہمارے پنجاب کے عوام کو ایک متبادل راستہ اور سوچ ملتی کہ ہماری بہتری کے کئی اور طریقے بھی ہیں لیکن یہ creditہماری حکومت اور ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کی قیادت کو جاتا ہے کہ یہ جن کے visionکو counterنہیں کر سکے یا ادھر سے کوئی متبادل تجاویز نہیں آ سکیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی خواہش رکھتا تھا کہ ہمارے پنجاب کی پولیس ہو یا پاکستان کی، وہ مثالی کارکردگی بناتی کہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو سکتی۔ بدقسمتی سے ہماری پولیس تمام تر وسائل مہیا ہونے کے باوجود امن وامان قائم نہیں کر سکی جو کہ اس کی ذمہ داری تھی۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اب وزیراعلیٰ صاحب کی ہدایات کے مطابق وہ اپنا یہ missionضرور پورا کرے گی اور پنجاب کو امن کا گہوارہ بنائے گی۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی خواہش رکھتا تھا کہ پرائیویٹ سکولز کے لئے یہاں پر کوئی legislationہوتی کیونکہ ان میں پڑھنے والے بچے بھی ہمارے پاکستانی ہیں ان کے لئے بھی ہم سہولیات مہیا کر سکتے اور ان بچوں کو بھی ہم قومی دھارے میں شامل کر سکتے۔

جناب چیئرمین! میں نے اپنی سب سے پہلی بجٹ تقریر میں ایک تجویز دی تھی کہ پنجاب کا اپنا ایک چینل ہونا چاہئے۔ میڈیا کی طاقت کا اندازہ تو اب ہم سب کو ہو گیا ہے تو آج میں اپنی اس تجویز کو دوبارہ سے دہراتا ہوں کہ پنجاب کا اپنا ایک ٹی وی چینل ہونا چاہئے جہاں سے نہ

صرف اپنی حکومت کا مؤقف ہم عوام کو بتا سکیں بلکہ پنجاب کے وہ حقیقی مسائل جو ابھی تک اجاگر نہیں ہو سکے وہ تمام پاکستان، تمام دوسرے صوبوں بلکہ دنیا کو دکھا سکیں اور ان کا حل ڈھونڈا جا سکے۔

جناب چیئر مین! اس کے بعد میں مقامی سطح پر ان achievements کا ذکر کرنا چاہوں گا جو صرف اور صرف موجودہ دور حکومت میں ممکن ہوئیں۔ ماضی میں یہ کبھی ہوا تھا نہ آج تک وہاں پر ان چیزوں کی مثال ملتی ہے۔ میں اس پر اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تاریخی کام کئے۔ ہمارے صدر پاکستان نے ہمارے ضلع پاکپتن کو سوئی گیس مہیا کر دی۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے one way سڑکیں بنائی ہیں، ہسپتال کی upgradation ہوئی ہے، وہاں پر 7 پل بنے ہیں جو کہ میرے خیال میں پنجاب کی تاریخ کا منفرد واقعہ ہے کہ ایک ہی شہر جس کے دونوں طرف نہریں بہہ رہی ہوں اور اس کے 7 پل بننے والے ہوں جو کہ انگریز دور کے بنے ہوئے تھے انہیں بدلا گیا ہے اور نئی تعمیر ممکن ہوئی ہے۔ وہاں پر کامرس انسٹیٹیوٹ کی بلڈنگ near completion ہے انشاء اللہ چھٹیوں کے بعد وہاں پر نئی کلاسز شروع ہوں گی۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس کامرس انسٹیٹیوٹ کو کامرس کالج کا درجہ دیا جائے تاکہ وہاں پر بی کام کلاسز شروع ہو سکیں۔ گرلز کالج میں تقریباً 4 کروڑ روپے کا کام ہوا ہے یہ اعزاز بھی ہماری حکومت کو جاتا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کی شفقت سے ہی وہ ممکن ہو سکا کہ ہماری بچیاں ہمارے ہی علاقے میں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب چیئر مین! یہ پہلی حکومت ہے جس نے ان سکولوں پر توجہ دی جن میں غریب عوام کے بچے پڑھتے ہیں ان پر توجہ دی کہ انہیں بھی وہی سہولتیں میسر آ سکیں جو کہ ہمارے امیر لوگوں کے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں ملتی تھیں۔ Missing facilities کے نام پر یہ ایک ایسا انقلابی کام ہوا ہے جس کا میں ذاتی طور پر گواہ ہوں کہ میرے سکولوں میں بچوں کی تعداد اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے جہاں پر پہلے لوگ بچے پڑھانے کے لئے شرماتے تھے آج خوشی سے وہاں پر جا کر بچے داخل کرتے ہیں کہ نہ صرف انہیں کتابیں مفت مل رہی ہیں بلکہ ان کو بیٹھنے کے لئے desks ہیں، لائبریریز ہیں، labs ہیں، toilets ہیں، بچیوں کے سکولوں میں چار دیواریاں، کمرے اور بجلی ملی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور جب وزیر اعلیٰ صاحب کا پڑھا لکھا پنجاب کا پروگرام مکمل ہو گا تو انشاء اللہ تمام سکولوں میں وہ facilities مل جائیں گی لیکن اس پر میں اپنے وزیر اعلیٰ کو جتنا خراج تحسین پیش کروں گا اتنا ہی کم ہے۔

جناب چیئرمین!اس کے ساتھ ساتھ سپیشل بچوں کے لئے اس حکومت نے جو انقلابی قدم اٹھایا اور پہلی دفعہ توجہ دی، اس سے نہ صرف یہ کہ ہمارے پاکپتن میں سپیشل بچوں کے لئے پرائمری سکول بن گیا تھا بلکہ اب اس کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اس کی بلڈنگ near completionہے۔

جناب چیئرمین!میں ساتھ ساتھ وہاں پر کچھ کام جو ہونے والے ہیں ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا علاقہ بلکہ پاکستان تب تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک ہم علم میں آگے نہیں بڑھتے اور علم میں بڑھنے کے لئے ہمیںhigher educationچاہئے۔ وہاں پر سائنس اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کی اشد ضرورت ہے۔ لاہور سے سیالکوٹ کی طرف جو موٹروے بن رہا ہے اس پر اگر تین یونیورسٹیاں بن رہی ہیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب ہمیں بھی ایک سائنس اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی ضرور دیں گے۔

جناب چیئرمین!اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں پاکپتن، ساہیوال، اوکاڑہ اور بہاولنگر میں کوئی ہوم اکنامکس کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر ہوم اکنامکس کالج بنایا جائے تاکہ ہمارے ارد گرد کے اضلاع یا ہمارے ضلع کی بچیوں کو بھی پڑھنے کی وہی سہولیات میسر ہوں جن سے نہ صرف وہ تعلیم حاصل کر سکیں بلکہ اچھی خاتون خانہ بھی ثابت ہوں۔

جناب چیئرمین!ہمارے دو اضلاع کو کھادر نہر سیراب کرتی ہے جو زراعت میں انتہائی اہم رول ادا کرتی ہے، وہ ششماہی ہے اور ششماہی میں بھی میں پانی پورا نہیں آتا۔ ہمارے ہاں زرعی ٹیوب ویل بھی زیادہ لگنے کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح بہت نیچے چلی گئی ہے۔ میں پچھلے 5 سال سے یہ گزارش کر رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ اس پر ضرور غور ہو گا کہ اس کو سالانہ بنیادوں پر پانی مہیا کیا جائے۔

جناب چیئرمین!اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب اور صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب نے اپنے 17۔مارچ کے دورہ پاکپتن میں جتنے اعلانات فرمائے تھے وہ پاکپتن کی تاریخ اور اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے تھے لہذا ان تاریخی اعلانات پر عملدرآمد بھی ممکن کروایا جائے۔ میں یہ گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر ضلعی ہیڈکوارٹر ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے ہمارا شہر بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے لیکن بدقسمتی سے وہاں سے لوگ فیض لینے تو جاتے رہے، ماضی کی حکومتیں جا کر اعلانات تو کرتی

رہیں لیکن عملدرآمد کی کسی کو توفیق نہیں ہوئی۔ یہ پہلی حکومت، پہلے وزیراعلیٰ اور پہلے صدر صاحب ہیں جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ جنہوں نے وہاں پر جا کر نہ صرف فیض حاصل کیا بلکہ کچھ دے کر بھی آئے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ان اعلانات پر عمل ہونے سے ہمارے اس علاقے کی حالت سنورے گی اور وہ بہتری کی جانب اپنا سفر شروع کر سکے گا۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کو جو یہ اعزاز جاتا ہے کہ گیس آج کل ایک بنیادی ضرورت ہے وہ ہمارے ضلع کو اگر مہیا کی گئی ہے تو ہمارے ارد گرد کے دیہات بلکہ قبولہ کو بھی پاکپتن سے گیس مہیا کی جائے گی۔

جناب چیئرمین! اب میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے قیام کا اعزاز بھی ہماری حکومت کو جاتا ہے کہ جس نے منظور کیا۔ اب اس کا کام شروع ہونے والا ہے ورنہ اس سے پہلے ہمارے پاکپتن میں کوئی ٹیکنیکل ادارہ نہ تھا۔ یہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ اور کامرس کالج بننے سے ہمارے بچے جب پڑھ لکھ کر آگے نکلیں گے تو خود بخود علاقے کی حالت بھی سنواریں گے اور پاکستان کا نام بھی روشن کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر اپنی حکومت کو ایک اور حوالے سے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے بہت سے مسائل تھے۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے نہ صرف 1985 سے بلکہ دسمبر 2006 تک کے کچی آبادی میں رہنے والے لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ وہاں پر سہولیات مہیا کرنے کے لئے فنڈز بھی مہیا کئے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ وہ حکومت ہے جس نے غریبوں کا سوچا ہے اور ان کے بھلے کے لئے کام کر رہی ہے۔ میں پنجاب کے بجٹ پر بات کرتے ہوئے اپنے وزیر خزانہ اور اپنی حکومت کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک تاریخی اور انقلابی بجٹ پیش کیا جس میں 150۔ ارب روپے سے زائد ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کئے۔ اس میں انہوں نے 14۔ ارب روپے سڑکوں کے لئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاقے میں سڑکوں کی حالت بہتر ہوئی ہے اور پورے پنجاب میں بہتر ہو رہی ہے۔ میں کل گوجرانوالہ گیا ہوا تھا وہاں پر بھی سڑکوں پر کام جاری تھا۔ پچھلے دنوں کسی دوسرے ضلع میں بھی جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں پر بھی کام جاری تھا۔ ان فنڈز سے نہ صرف سڑکیں بنتی ہیں بلکہ وہاں پر روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے سینی ٹیشن کے لئے 6.5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ خصوصاً زراعت کے ترقی کے لئے 25 فیصد زمینداروں کو ان کے

بجلی کے بلوں میں ریلیف دیا گیا ہے کاش یہ پچاس فیصد ہوتا لیکن یہ جو ملا ہے ہم اس پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ یہ ریلیف مزید بڑھے گا کیونکہ اگر ہماری زراعت ترقی کرے گی تو ہمارے شہر ترقی کریں گے۔ ہمارا یہ تصور کہ اگر زراعت کو پیچھے چھوڑ کر انڈسٹریلائزیشن کر لیں گے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہماری ٹوٹل انڈسٹری کا 80 فیصد زراعت پر مشتمل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک زراعت اور دیہاتوں کو ترقی نہیں دیں گے ہمارا یہ ملک یا صوبہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اس حوالے سے میں پاکپتن کے لئے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں پر سوائے زراعت کے کوئی اور ذریعہ روزگار نہ ہے وہاں پر انڈسٹریلائزیشن کے لئے کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جائے تاکہ وہاں پر بھی روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور وہ علاقہ بھی ترقی میں برابر کا شریک ہو سکے۔ غریبوں کے لئے جو 500/- روپے کی امداد رکھی گئی ہے۔ ان حالات میں اس مہنگائی کے دور میں یہ بہت کم ہے لیکن پھر بھی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے سوچا جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس کو آئندہ دور میں بڑھائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہماری حکومت کو اعزاز جاتا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر زرعی ٹیکس اور پانچ مرلہ کے مکانات پر پراپرٹی ٹیکس بھی معاف کیا، چھوٹے، غریب کسانوں اور غریب گھروں کے مالکان کے لئے جن کے چھوٹے چھوٹے گھر ہیں ان کے لئے یہ بہت بڑا ریلیف ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعزاز بھی ہمارا ہی ہے لیکن ایک مسئلہ کمرشلائزیشن فیس کا جو میں نے پہلے بھی discuss کیا ہے جسے TMAs چارج کر رہے ہیں، یہ میں وزیر خزانہ اور راجہ صاحب کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں، کیونکہ ہمارے پسماندہ علاقوں سے جو کاروبار کرنے والے لوگ ہیں وہ discourage ہو رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے میں ہماری حکومت ضرور قدم اٹھائے گی۔ میں ساتھ ہی ساتھ ایک اور بھی مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! پلیز! وائنڈ اپ کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میرے ضلع میں سے کسی اور نے تقریر نہیں کرنی ہے تو kindly شفقت فرمائیں کہ مجھے ٹائم زیادہ دیں۔ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک ایسے مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ وہ نہ صرف ہمارے پاکپتن کو بلکہ ہمارے پاکستان اور پنجاب کو اس سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے، بہت سے اور مواقع اپنا نام روشن کرنے کے مل سکتے ہیں۔ اقلیتوں کے حوالے سے ہماری حکومت پنجاب، صدر صاحب اور فیڈرل حکومت

کافی کوششیں کر رہی ہے اس حوالے سے بھی اس میں بہت سی اچھی چیزیں ہیں کہ سکھوں کی جو مقدس کتاب ہے اس میں more than 35 percent کلام حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور تقریباً تمام سکھ ان سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ بابا گرونانک بھی تقریباً تین سال پاکپتن میں قیام کر چکے ہیں، اس حوالے سے امریکہ اور یورپ سے سکھ آتے ہیں اس لئے میری محکمہ اوقاف کے حوالے سے یہ گزارش ہے کہ وہاں پر نہ صرف دربار پر ایک حجرہ بنا کر اس کو باباجی کے نام سے منسوب کر کے بابا گرونانک کی بیٹھک منسوب کیا جائے جس سے تمام لوگوں کو آنے کی ترغیب ملے گی بلکہ ساتھ ہی ساتھ اگر ان کے لئے حسن ابدال اور ننکانہ صاحب کی طرح کوئی ہوٹل resort یا motel وغیرہ بنا دیا جائے تو وہاں پر بہت سارے لوگوں کے آنے سے نہ صرف زرمبادلہ پاکستان کو ملے گا بلکہ پاکپتن کا نام روشن ہو گا، پنجاب کے لوگوں کی جو مہمانداری ہے اس حوالے سے میزبانی کر کے اپنے صوبے اور پاکستان کا نام روشن کر سکیں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ میری اس تجویز پر بھی عمل ہو گا۔ میں آخر میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ بنانے پر اور اس کے علاوہ جتنے بھی انقلابی قدم اٹھائے ہیں ان تمام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: یہ تقریر ختم ہو لینے دیں ان کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہوں گا خاص طور پر اپنے بھائی چودھری جاوید اور تمام ممبران کی خدمت میں کہ یہ پری بجٹ ڈسکشن نہیں ہے، ہم وہ تجاویز نہ دیں جن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ جو بجٹ ہو چکا ہے آپ اس پر discuss کریں اور اس کے بارے میں اپنی تجاویز دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں اپنے معزز ممبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے اس بھائی کے گوش گزار بھی کرنا چاہوں گا لیکن آخر میں اپنی تقریر کو wind up کرتے ہوئے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ میں اس ہاؤس کے تمام ممبران کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ

جنہوں نے مل جل کر اس کو پانچ سال چلایا اور اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی اور جمہوری روایات کو آگے بڑھایا۔ جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے تحمل اور بردباری کے ساتھ اس ایوان کو چلانے کے لئے ہر ممکن کوششیں کی ہیں اور ملک میں جمہوریت کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے اس پر میں راجہ صاحب اور دیگر ممبران کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شاہ صاحب! باقی دوست آ گئے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! وزیر صاحب تشریف لے گئے تھے تو میں نے باہر احتجاجی دھرنا دیا ہوا تھا۔ میرے کچھ مطالبات تھے پہلے بھی یہاں کافی دفعہ گزارش کرنے کی کوشش کی، اس میں کبھی تلخیاں بھی ہوئیں۔ راجہ صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی اور مجھے یہ بھی کہا کہ آپ مجھے چیمبر میں مل لیں لیکن کافی دفعہ ملاقات کے بعد بھی میرے مطالبات پورے نہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں آج میں نے دھرنا دیا جو یہی ایک راستہ تھا، اس پر رضوی صاحب تشریف لے گئے اور انہوں نے کہا کہ آپ اندر آئیں، بات کریں اور ہم آپ کے مطالبات پر بڑا ہمدردانہ غور کریں گے۔

جناب چیئرمین! میری تحصیل چنیوٹ پنجاب میں رقبے اور ریونیو کے حساب سے سب سے بڑی تحصیل ہے۔ جتنا ریونیو وہاں سے حاصل ہوتا ہے میرے خیال میں کسی تحصیل کا بھی نہیں ہوتا ہو گا۔ ہماری تحصیل کی نسبت چھوٹی چھوٹی جو تحصیلیں تھیں وہ اب ضلعے بن گئے ہیں لیکن ہماری اتنی بڑی تحصیل آج تک ضلع سے محروم ہے۔ ہمیں فیصل آباد جانے کے لئے جو دوسرا ضلع ہے وہ 17 کلومیٹر سفر بنتا ہے اور ہمیں اپنے ضلع میں جانے کے لئے 80 کلومیٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اگر آپ کی بات بجٹ تقریر کے حوالے سے relevant ہے تو اس پر بات کرنے کے لئے اپنا ٹائم لے لیں تو بہتر ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں گزارش یہ ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے اپنے نقطہ نظر سے باہر ایک دھرنا دیا اور یہاں ہاؤس سے شاہ صاحب اور بگو صاحب گئے اور ان کو منا کر

لائے۔ وہ صرف اپنے مطالبات ہاؤس کے علم میں لانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین: میں اس بارے میں یہ کہوں گا کہ شاہ صاحب، رضوی صاحب کے ساتھ مل کر لاء منسٹر صاحب کو مل لیں تو میں یہ چاہوں گا کہ وہ ان کے معاملات پر ہمدردانہ غور کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! میری بات ریکارڈ ہو جائے اس کے بعد جیسے آپ کہیں گے میں کروں گا۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! کل چیف جسٹس آف پاکستان ہمارے پاس تشریف لے کر آئے۔ جب وہ لاہور میں تشریف لائے تھے تو اس سے بھی زیادہ بہت بڑا استقبال تھا اور پریس کی طرف سے میرے خیال میں نہ ہونے کے برابر کوریج تھی۔ میری یہ گزارش ہے کہ جیسے پہلے حکومت دعوے کرتی تھی کہ ہمارا پریس آزاد ہے انہیں آزاد کیا جائے۔ بے شک ان کا پیمرا آرڈیننس واپس لے لیا گیا ہے لیکن ابھی تک ان پر وہ پابندیاں برقرار ہیں۔ کل آپ نے بھی شاید دیکھا ہو کہ ٹیلیویژن پر کوئی کوئی clips دو دو گھنٹے کے بعد دکھاتے تھے جبکہ پچھلی دفعہ براہ راست کوریج آتی رہی تھی۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ جمہوریت تب ہی مضبوط ہو سکتی ہے جب صحافت آزاد ہو گی۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! شکریہ۔ آپ کی تمام بات سن لی ہے۔ پریس آزاد ہے اور وہ آپ کے معاملات اور بات کو سن رہے ہیں تو اس بارے میں وہ اپنا لائحہ عمل خود اختیار کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب میں احسان الحق نولاٹیا صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! یہ کب ہو گا؟

جناب چیئر مین: آج سیشن کے بعد رضوی صاحب اور لاء منسٹر صاحب کے ساتھ آپ بات کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو کوریج کا اعتراض کیا ہے اس کا اعتراض چیف جسٹس صاحب کو ہونا چاہئے تھا لیکن ان کو اعتراض کیوں ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! یہ آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ انہیں کہیں کہ اپنی سیٹ پر آئیں، اپنی صفوں میں ہی رہیں۔ انہوں نے آہستہ آہستہ اس دروازے سے ہو کر ہمارے پیچھے ہی آ جانا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔پلیز تشریف رکھیں۔جی، نولاٹیا صاحب!آپ بات کریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب چیئرمین! شکریہ

جیتے جی ہر کوئی مجھ پر ہی تنقید کرے
اور مر جاؤں تو ہر شخص میری تقلید کرے
میں تو کہتا ہوں کہ تو ابر کرم ہے لیکن
کاش صحرا میرے الفاظ کی تائید کرے

جناب چیئرمین!موجودہ حکومت نے 471۔ارب کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں Provincial Consolidated Fund, Public Accounts and Capital Receipts تینوں کو شمار کر کے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔نوے فیصد سے زیادہ بجٹ گلوٹین کی نذر ہو جاتا ہے جس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی اور وہ ہاؤس سے پاس کر دیا جاتا ہے۔کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں جب ایک ایک روپے پر مکمل بحث نہیں ہو جاتی وہ ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ترقی یافتہ ممالک میں سے U.K میں بجٹ پاس ہونے سے نوے دن پہلے اس پر بحث ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!میں معزز رکن سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کو interrupt کیا ہے۔انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ 90 فیصد بجٹ گلوٹین کی نذر ہو جاتا ہے کیونکہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا اظہار خیال اس بات پر بھی فرمادیں جو 100 فیصد اس بات کا شکار ہو جاتا ہے جس کو آپ سنتے بھی نہیں ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب چیئرمین!راجہ صاحب نے جو باتیں کی ہیں میں انشاء اللہ اس بارے میں بات کروں گا کہ چار سالوں سے آج تک بجٹ کے اندر میں نے جو باتیں کی ہیں انہوں نے اپنی وائنڈ اپ تقریر میں کبھی بھی میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔آج میری ساری باتیں راجہ صاحب یہاں لکھیں گے اور راجہ صاحب ان باتوں کا جواب دیں گے، میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ بجٹ غریب دشمن بجٹ ہے، میں لفظوں سے اسے ثابت کروں گا۔پوری دنیا کے اندر بجٹ پر بحث کے لئے U.K میں 90 دن، جرمنی میں 120 دن، رومانیہ میں 90 دن، Finland میں

120 دن، سویڈن میں 90 دن، انڈیا میں 90 دن، آسٹریلیا میں 90 دن اور کینیڈا میں 90 دن ہوتے ہیں۔ یہ باتیں تیزی سے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جب حکومت صرف 15 دن آٹھ کروڑ عوام کے 471۔ارب روپے کے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع دیتے ہیں تو یہ گریز کرتے ہیں کہ وہ معاشی خرابیاں جو یہ آٹھ کروڑ عوام کو دے رہے ہیں وہ کہیں سامنے نہ آ جائیں۔ بجٹ کے معاملات کو عوام کے سامنے لانے کے لئے گریز کرنا کبھی بھی بہتر معاشی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی" اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست۔ چار سالوں میں راجہ صاحب نے میرے کسی بجٹ کے معاملے پر بات نہیں کی۔ اب جو باتیں میں کروں گا اس کا یہ جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: نولاٹیا صاحب! رولز کے مطابق پورا موقع دیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! رولز میں جتنے دن دیئے گئے ہیں وہ دیتے ہیں۔ ہم رولز کی violation کیسے کریں؟ دوسری بات یہ ہے کہ ان کی بات کا کیا جواب دیں۔ ہر بجٹ تقریر میں یہ کہتے ہیں کہ اگلا بجٹ پیش نہیں ہوگا اور جب اگلا بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس کا جواب ہے کہ پیش ہو رہا ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ:

آنے والے کسی طوفاں کا رونا رو کر
ناخدا نے ساحل پر ڈبویا ان کو

جناب چیئرمین: معزز اراکین اسمبلی سے درخواست ہے کہ وہ بجٹ تقریر میں interruption نہ کریں۔ جو صاحب تقریر کر رہے ہوں ان کو بولنے دیں اور رولز کے مطابق میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ رولز میں جو دن مقرر ہیں اس کے مطابق ہی یہاں پر سارا بزنس چلتا ہے۔ اس لئے نولاٹیا صاحب! اگر رولز کے خلاف کوئی بات ہو تو وہ بتا دیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب چیئرمین! رولز میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ پندرہ دن سے زیادہ بحث نہیں ہو گی۔ میں نے نوے فیصد اس لئے کہا ہے۔۔۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سماں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔جناب چیئرمین! نولاٹیا صاحب کا نوے دن بتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ان ممالک میں بجٹ متعلقہ محکمے کی concerned standing committee کو بھیج دیا جاتا ہے۔پورا ہاؤس ہر محکمے کا پورا بجٹ پڑھ سکتا ہے اور نہ اس پر لوگ بحث کرتے ہیں۔ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسی تجاویز آئندہ رولز میں شامل کر لی جائیں تاکہ بجٹ کو ہر سٹینڈنگ کمیٹی اپنے متعلقہ محکمے کے متعلق صحیح طرح پڑھ سکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔وزیر خزانہ اس بات کا اپنی بجٹ تقریر میں اگر مناسب ہوا تو جواب دیں گے۔جی، نولاٹیا صاحب! اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب چیئرمین! انہوں نے 471۔ارب روپے کا بجٹ پیش کیا ہے جس میں Capital Receipts اور پبلک اکاؤنٹس کی رقم بھی شامل ہے۔ان کی آٹھ سالہ بہتر معاشی بندوبست کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ اس وقت پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام 338۔ارب روپے کے مقروض ہیں، ٹوٹل بجٹ کا جو حجم ہے اس کا 72 فیصد ہمارے صوبے کا قرضہ ہے اور 28 فیصد باقی ہمارے صوبے کے لئے بچتا ہے۔اگر قرضوں کو زیادہ سے زیادہ کر کے ADP اور بجٹ کے حجم کو زیادہ کر دیا جائے تو میرے خیال میں یہ بہتر معاشی نظام کبھی نہیں ہوا کرتا۔میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو غیر ملکی قرضے اور ان کی مد میں ایک سال کا سود ہے وہ انہوں نے 192۔ارب روپے دینے ہیں اور اندرونی قرضے جن کے اندر ایک سال کا سود ہے وہ 109۔ارب روپے دینے ہیں، جو انہوں نے GP fund کی مد میں ایک سال میں ملازمین کو دینا ہے اس کی رقم تقریباً 4۔ارب روپے ہے اور پنشن کی مد میں ایک سال میں 6۔ارب روپے دینے ہیں۔

جناب چیئرمین! جس قوم کا 72 فیصد ٹوٹل بجٹ کا حجم اس کے قرضوں کے برابر ہو، مجھے یہ بتائیں کہ ان کی آٹھ سالہ معاشی ترقی کا یہ عالم ہے جس کو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بجٹ کا حجم تاریخ میں موجود تمام بجٹوں سے بہت زیادہ ہے۔یہ وہی بات ہے کہ:

قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب چیئرمین! یہ مرزا غالب کی طرح قرض کی مے پی پی کر اس قوم کی بہتری کے لئے

کام کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی اس کے اندر میں نے قرضوں کی وہ مد شامل نہیں کی جو Contingent liabilities کے اندر آتی ہے۔ یہ ان کی Debt management پالیسی ہے کہ جس کے اندر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مہنگے قرضے جو اندرونی تھے وہ ہم نے بیرونی سستے قرضے لے کر ادا کئے ہیں حالانکہ جو بات کہنی چاہئے کہ جو چھوٹی مدت کے قرضے تھے وہ انہوں نے واپس کر کے لمبی مدت کے قرضے لئے ہیں۔ جو اندرونی قرضے تھے جو ہم فیڈرل گورنمنٹ یا کسی ادارے سے لیتے تھے اس کی بجائے اب انہوں نے ہمیں معاشی طور پر ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک اور ورلڈ بنک کا غلام بنا دیا ہے۔ یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ پہلے کشکول لے کر یہ لوگ پاکستان کی گلیوں میں پھرتے تھے اب پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ صوبہ پنجاب نے بین الاقوامی اداروں سے، فنانشل انسٹیٹیوشنز سے بھی قرضے لینے کی عادت ڈال دی ہے اور اب ہم وہ کشکول جو حکومت پنجاب پاکستان سے قرضے لیتی تھی اب یہ پوری دنیا سے قرضے لیتے ہیں جو میں نے فگرز بتائے ہیں کہ اس وقت پنجاب کی عوام کے جو بین الاقوامی قرضے ہیں وہ 192۔ارب روپے ہیں اور اندرونی 109۔ارب روپے ہیں۔ اس کے اندر ایک سال کا سود جو ہم پر واجب الادا ہے وہ بھی ہم نے واپس کرنا ہے۔ اچھے بجٹ کی کیا کیا علامتیں ہوتی ہیں اس بارے میں تجاویز دیتا ہوں کہ اچھا بجٹ پیش کیا جانا چاہئے تھا betterment of recoveries کہ جو ٹیکسز پہلے موجود ہیں یہ اس کو تناسب کے ساتھ بتائیں کہ گزشتہ ادوار سے یہ ریکوریوں میں کتنی بہتری لائے ہیں۔ اگر یہ اس میں کوئی خاطر خواہ بہتری لائے ہیں تو اس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک اچھا بجٹ ہے۔ اگر انہوں نے پروڈکشن میں اضافہ کیا ہے اگر انہوں نے قرضوں کے بغیر بجٹ کے سرپلس میں اضافہ کیا ہے اور اگر انہوں نے ایکسپورٹس کو بڑھایا ہے تو پھر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ بجٹ کے اندر betterment ہے لیکن جو انہوں نے debt management services کی بات کی ہے اس میں انہوں نے ایک ہی بات کہی ہے کہ آج سے پہلے جو قرضے واپس کئے جاتے تھے ان میں اصل رقم 29 فیصد ہوتی تھی اور 71 فیصد ہم سود کی مد میں ادا کرتے تھے لیکن جو انہوں نے نئی پالیسی دی ہے ان کو چاہئے تھا کہ جو رقم واپس کی جاتی ہے سود کی مد میں اور اصل زر کی مد میں اس کا مقابلہ اسی کے ساتھ کر کے دیتے کہ ہمیں ہماری نئی پالیسی کے مطابق ہم اس percentage کو کم سطح پر لے آئے ہیں اصل زر زیادہ دے رہے ہیں اور ہم سود کم دے رہے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ حکومتوں کی یہ بات تو بتا دی ہے کہ انہوں نے 71 فیصد قرضے سود کی مد میں واپس کئے ہیں اور 29 فیصد اصل زر کے واپس کئے ہیں اس کی بجائے ایک بات پر انہوں نے زور دیا ہے

کہ ہم نے مہنگے چھوڑ دیئے ہیں سستے لے لئے ہیں۔ہماری قوم شاید پہلے دس سال تک قرضوں میں رہتی اب انہوں نے 42-2041 تک ہماری قوم کو قرضوں کے نیچے دبا دیا ہے اس کو قرضوں کی ادائیگی کی betterپلاننگ کبھی نہیں کہا جا سکتا اور یہ کہنا کہ ہم نے قرضوں کو ختم کرنا ہے اس کی بجائے اس کی پالیسی کی خوبی کو بار بار بیان کرتے ہیں۔ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ 80 فیصد بجٹ collectionسے پہلے ہی چوری کر لیا جاتا ہے جس کے لئے ہماری پنجاب حکومت نے recoveriesکو بہتر کرنے کے لئے کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر! یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بجٹ عوام دوست بجٹ ہے، یہ غریب دوست بجٹ ہے، اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ 90۔ارب روپے ہم اکٹھا کریں گے، فیڈرل کی receiptsجو ہمیں ملیں گی ڈائریکٹ ٹیکسز کے اندر اور 142۔ارب روپے ہم indirect taxesسے اکٹھا کریں گے۔پھر Provincial Receiptsمیں کہتے ہیں کہ 13۔ارب روپے direct taxesسے اور 24۔ارب روپے indirect taxesسے ۔یقین کیجئے کہ ان کی پلاننگ یہ ہے کہ 35۔ارب روپے ہمارا بجٹ فیڈرل سے اور 40۔ارب روپے صوبے سے direct taxesسے آئے گا اور 65۔ارب روپے اور 60۔ارب روپے indirect taxesسے آئیں گے۔

جناب سپیکر! direct taxesوہ ہیں جو انکم پر لگتے ہیں کسی ادارے یا کسی فرد کی یا اس کے کیپیٹل پر لگتے ہیں اور indirect taxesیوٹیلٹیز پر لگتے ہیں جس گھر کو انہوں نے پانچ سو روپیہ غریب سمجھ کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: wind upکریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جس گھر کو انہوں نے پانچ سو روپیہ غریب سمجھ کر دیا ہے اس میں سے بھی وہ غریب آدمی جب ضروریات زندگی کی چیزیں خریدے گا وہ بھی سو روپیہ پھر ٹیکس کی مد میں واپس کرے گا کسی بھی ملک کی better economic conditionکے لئے 80فیصد direct taxesہوتے ہیں اور 20فیصد in direct taxesہوتے ہیں۔ان کی better managementیہ ہے کہ 65 فیصد ٹیکسز indirectغریب عوام سے لئے جاتے ہیں اور 35 فیصد ادھر سے لئے جاتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ راجہ صاحب اپنی better economic planningکے لئے direct taxesاور indirect taxesکے حوالے سے جواب ضرور دیں گے کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے یا غریب دشمن بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے انکم ٹیکس کے اندر betterment کے بجائے اس پر compromise کر لیا ہے کہ اگر انکم ٹیکس چوری ہوتا ہے، ہمیں نہیں ملتا تو ہم اپنے بجٹ کا انحصار indirect taxes کی طرف جائے گا۔

جناب چیئرمین: نولاٹیا صاحب wind up کریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! 16 لاکھ انکم ٹیکس دینے والوں میں سے 9 لاکھ سے زیادہ لوگ سرکاری ملازم ہیں۔ اب دیکھیں کہ پورے پاکستان میں سے صرف چھ یا سات لاکھ لوگ ہیں جو انکم ٹیکس کے نیٹ میں رجسٹرڈ ہیں۔ اب وہ کتنا ٹیکس دیتے ہیں کہ 10 یا 20 فیصد لوگ ٹیکس دیتے ہیں اور 90 فیصد لوگ جو رجسٹرڈ ہیں وہ بھی ٹیکس ادا نہیں کرتے۔ اب کیا میں اس چیز کو بہتر معاشی ترقی کہوں کہ جس میں اس وقت indirect taxes کی طرف چلا جائے جب direct taxes کی وصولی کے اندر حکومت ناکام ہو جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ میں آپ کو تین دفعہ wind up کرنے کے لئے کہہ چکا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ابھی وقت پڑا ہے اور زیادہ debaters بھی نہیں ہیں اس لئے بات کرنے دیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب چیئرمین! انکم ٹیکس صوبے کا ٹیکس ہے یا مرکز کا؟ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب چیئرمین! مرکز کے divisible pool سے ہمارا حصہ آئے گا جو directly ہمارے صوبے کی economy کو affect کرتا ہے وہ چاہے مرکز کی طرف سے چوری ہو یا صوبے کی طرف سے چوری ہو وہ چوری ہماری ہو رہی ہے۔ پانچ سالوں میں مرکز اور صوبے نے ٹیکس فری بجٹ دیا اب دیکھیں کہ ڈیزل ساٹھ فیصد بڑھا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آئل پروڈکٹس کی قیمت گزشتہ پانچ سالوں میں ساٹھ فیصد سے زیادہ بڑھی ہے اور حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا۔ اب یہ کرتے کیا ہیں کہ انہوں نے اوگرا (آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی) بنائی اس کے ذریعے انہوں نے اس کو اس کے ساتھ منتھی کر دیا۔ پٹرول کے ایک لٹر میں عوام پر -/26 روپے ٹیکس ہے۔ کیا یہ indirect tax نہیں ہے ہم اس کو کیسے ٹیکس فری بجٹ کہہ سکتے ہیں۔ جب اوگرا کے ذریعے سے اور بجلی کے ٹیرف کے ذریعے سے عوام کی جیبوں میں سے ٹیکس کی مد میں جو رقم جاتی ہے اس کو شامل کر کے پھر یہ کیسے ٹیکس فری بجٹ کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب میں جناب محمد وقاص صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اب تو کم ممبر ہیں اور وقت بھی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے پاس بہت ممبرز کے نام ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے بھی پانچ منٹ زیادہ لے چکے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں بس wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: بس جلدی wind up کر لیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے receipts کا جو estimate لگایا ہے میں صرف چار مدات کی طرف وزیر خزانہ اور ریونیو منسٹر کی توجہ دلاؤں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم ٹرانسفر آف پراپرٹی پر ٹیکس کی مد میں 271۔ارب روپیہ اکٹھا کریں گے۔ یوٹریشن فیس کے اندر 4۔ارب 53 کروڑ روپیہ اکٹھا کریں گے، سیلز کی مد میں 8۔ارب روپیہ اکٹھا کریں گے۔ یہ جو انہوں نے فگر بتائی ہے کہ 271۔ارب روپے کی اس میں پنجاب کے 35 اضلاع کی ایک سال کی انکم انہوں نے دی ہے۔ اب لاہور میں کیا ہوتا ہے کہ دو کروڑ کا گھر تیس لاکھ میں رجسٹری ہوتا ہے اور اس کی ایک فیصد رجسٹری فیس اور دو فیصد سٹیمپ ڈیوٹی اور دو فیصد CVP tax ہے CVP کی مد میں انہوں نے ایک۔ارب 50 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر! میں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ ہاؤس ایک کمیٹی بنادے اور لاہور شہر کی جولائی کی رجسٹریوں کی پڑتال کر لیں اگر اس میں سے 80 فیصد ٹیکس کی چوری ثابت نہ ہو تو میں کہتا ہوں کہ میں اپنی سیٹ سے resign کر جاؤں گا۔ وہ ملک جس کا 80 فیصد ٹیکس چوری کر لیا جاتا ہو۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بس آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں قائد ایوان چودھری پرویز الٰہی کے نام ایک آخری بات کرنے لگا ہوں کہ:۔

سنا تھا جشن ہو گا اور گھر گھر روشنی ہو گی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہو گی
دلوں کو نور بخشو تاکہ گھر گھر روشنی پھیلے
چراغوں سے اگر ہو گی تو کتنی روشنی ہو گی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تو لوں مگر یہ خودکشی ہو گی
یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہو گی نہ ہم سے پیروی ہو گی

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: آپ نے ہر مقرر کے لئے ایک timer جو کہ آپ کے پاس ہے اس پر bell دیتے ہیں اور ایک timer ہاؤس میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی شکل میں موجود ہے کیونکہ جب نولاٹیا صاحب تقریر کر رہے تھے تو آپ نے کہا کہ ایک منٹ۔ وہ وہاں سے آوازیں دے رہے ہیں کہ جی ایک منٹ پورا ہو گیا ہے۔ اب یہ دوسرا timer جو کہ ہاؤس میں ہے میرا خیال ہے کہ اسے بند کیا جائے اور جو آپ کے پاس timer ہے اسی کو مقرر follow کریں نہ کہ اسے جو ہاؤس میں موجود ہے۔

جناب چیئرمین: سمیع اللہ صاحب! بات یہ ہے کہ میں نے ہر مقرر کے لئے دس منٹ رکھے ہیں جبکہ نولاٹیا صاحب نے 20 منٹ بات کی ہے حالانکہ 10 منٹ ایک مقرر کے لئے رکھے ہیں۔ اب

میں جناب محمد وقاص صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

**جناب محمد وقاص:** الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وآل آلہ وآصحابہ اجمعین"سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔"صدق اللہ مولنا العظیم۔ جناب چیئرمین!جب وزیر خزانہ صاحب نے 14۔جون کو اپنا بجٹ پیش کیا اور بجٹ تقریر کی تو وہ 08-2007 کے بجٹ سے زیادہ پچھلے پانچ سال کی ان کی کارکردگی تھی اور یہ ان کے زیبا بھی ہے اور اس لحاظ سے یہ اس ایوان کا اعزاز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو پورے پانچ سال دیئے اور ان کو وسائل اور ذرائع دیئے اور اگر یہ کوشش کرتے اور اپنے ان وسائل اور ذرائع کو استعمال کرتے تو پنجاب کے اندر ایک انقلاب لا سکتے تھے۔ ان پانچ سالوں کا اگر میں تجزیہ کروں تو ایک اندازے کے مطابق تعلیم، صحت اور ترقی یافتہ کاموں کی مد میں کم و بیش 7 کھرب روپے خرچ کرنے کا حکومت کا دعویٰ ہے لیکن بر سر زمین اگر آپ حقائق کو دیکھیں کہ ان پانچ سالوں میں مہنگائی کی کیا صورتحال ہوئی ہے، غربت کی کیا صورتحال ہوئی ہے، بے روزگاری کی کیا صورتحال ہوئی ہے اور پنجاب کے اندر امن و امان کی کیا صورتحال ہے ؟ تو نظر یوں آتا ہے کہ اتنا بڑا سرمایہ اور اتنی خطیر رقم گویا ضائع ہو گئی ہے اور بر سر زمین اس کی ہمیں کوئی صورتحال نظر نہیں آتی۔

جناب چیئرمین! ایک یہ بات کہی جاتی ہے کہ آج اس سال یعنی ہمارا جو مالی سال ہے، پاکستان میں فی کس آمدن 946 ڈالر ہے اور اگر اس آمدن کو سالانہ سے ماہانہ تقسیم کریں تو پاکستانی روپے میں ہر ایک فرد کو -/4600 روپے ملنے چاہئیں اور اگر پانچ افراد کی فیملی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ماہانہ -/2200 ہزار روپے ملنے چاہئیں لیکن جب آپ کسی غریب آدمی سے جس کے گھر کے پانچ افراد ہوں تو اس سے بات کریں کہ تمہیں -/2200 روپے ملنے چاہئیں تو وہ آپ کو اور مجھ سے کہے گا کہ تم تو مجھ سے ایک سنگین مذاق کر رہے ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار بالکل درست ہیں اور وہ اس لئے درست ہیں کہ پاکستان کے اندر اتنے وسائل موجود ہیں کہ اگر انہیں منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے، ان میں ہر ایک شخص کو یکساں مواقع دیئے جائیں تو ہر ایک آدمی کو ہر پانچ افراد کی فیملی کو ماہانہ 22/20 ہزار روپیہ دیا جا سکتا ہے لیکن پاکستان کے سارے وسائل پر 2 فیصد طبقہ قابض ہے اور باقی 98 فیصد عوام بھوکے مر رہے ہیں، وہ فاقہ کشی کر رہے ہیں اور وہ خودکشیوں پر مجبور ہیں اس لئے کہ سرمایہ دار، جاگیردار، ملٹری و سول بیوروکریسی پاکستان کے وسائل پر قابض ہو گئی ہے۔ لینڈ مافیا پاکستان کے وسائل پر قابض ہو گیا ہے اور وہ پاکستان کے عوام کو

جینے نہیں دے رہا۔

جناب چیئر مین! گزشتہ پانچ سالوں میں اگر میں صحت کی مد کو لوں تو 30۔ارب روپے سے زیادہ اس صوبے میں صحت کی مد میں خرچ کیا گیا ہے لیکن آپ نے اسی ایوان میں ایک تحریک التواء کو discuss کیا کہ ایک غریب آدمی کے دو بچوں کو سانپ نے ڈس لیا اور وہ بے چارہ شیخوپورہ سے لے کر لاہور تک ہر ہسپتال میں مارا مارا پھر تا رہا اور بالآخر اس کے دونوں بچے سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے مر گئے لیکن کسی ہسپتال میں اس کے لئے ویکسینیشن نہیں تھی۔30۔ارب روپیہ ہم نے ضائع کر دیا۔ میں اپنے حلقہ انتخاب کی بات کرتا ہوں کہ اس کی 10 لاکھ آبادی ہے لیکن یہاں کوئی ایک بھی سرکاری ہسپتال نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئر مین! ایک طرف تو ہم فری ایمر جنسی سروسز میں ہر ایک چیز مہیا کر رہے ہیں anti-snake venhom پاکستان میں available نہیں ہوتا اور وہ باہر سے آتا ہے اور اس وقت shortage تھی تو it was just by chance اور اس پر یہ کیا کہہ گئے مگر یہ سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور دوسری چیزیں ہم مفت فراہم کر رہے ہیں۔یہاں پر دو دو لوگوں کو ہارٹ اٹیک ہوئے اور میں خود انہیں ہسپتال لے کر جاتی رہی اور انہیں فری سروسز مہیا کرتے رہے۔[******]

جناب چیئر مین: محترمہ فرزانہ صاحبہ! آپ تقریر میں مداخلت نہ کریں۔یہاں پر انہیں حق حاصل ہے کہ وہ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ کہیں۔اس ایوان میں اس قسم کے الفاظ بھی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کسی ممبر کے متعلق ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تو میں ان کے یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔ وہ بات کر رہے ہیں تو آپ بھی اور ان کے ساتھی بھی سن رہے ہیں اور پریس بھی سن رہا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا غلط ہے تو یہ آپ ان پر چھوڑیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئر مین آپ اس طرح فیصلہ نہ کریں اور اگر کوئی اس طرح چرب زبانی سے آپ کو جھوٹ موٹ بتا دے تو آپ ہمارے کئے پر پانی پھروا رہے ہیں۔ ہم

---

* بحکم جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

عوام کو کیا بتائیں، جو دن رات ہم محنت کرتے ہیں؟ وہ آرام سے آتے ہیں اور تنخواہیں لے کر گھر چلے جاتے ہیں۔ جو رات دن ہم ہسپتالوں میں visit کرتے ہیں اس کا بھی تو خیال کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: گزارش یہ ہے کہ ایک تو ڈاکٹر فرزانہ نذیر کو یہ بتائیں کہ جب Chair بول رہی ہو اور کوئی بات کر رہی ہو تو خاموشی سے سنتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ آپ انہیں کہہ رہے ہیں کہ خاموش ہو جائیں لیکن وہ مسلسل بولتی جا رہی ہیں تو صبح سپیکر صاحب نے چودھری ظہیر صاحب کو کہا ہے کہ انہیں کہیں کہ یہ وزیر خزانہ نہیں ہیں بلکہ یہ ہیلتھ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ ان کی بھی حالت یہ ہے کہ کسی ہسپتال میں جائیں تو وہ وہاں سے ان کو نکال دیتے ہیں کہ چلیں بی بی! آپ باہر جائیں۔ کم از کم یہ کچھ تو خیال کریں۔

جناب چیئر مین: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب چیئر مین! اگر میں اپنی محترمہ بہن کی بات کا جواب دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں لیکن ان کی دماغی حالت دیکھ کر میں ان سے عرض کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات کو جاری رکھتا ہوں کہ اس ایوان میں یہ بات آئی تھی الحمد للہ میں سچا آدمی ہوں اور جھوٹ نہیں بولتا اور اس ایوان میں وزیر موصوف نے اس کو admit کیا تھا لیکن میں اسے مزید آگے نہیں بڑھاتا۔ میں اپنے حلقہ انتخاب کی بات کر رہا تھا کہ واہ کینٹ اور ٹیکسلا جہاں سے میں منتخب ممبر ہوں کہ اس پورے حلقے میں کوئی سرکاری ہسپتال نہیں ہے تو آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ پنجاب کے اندر ہم اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں لیکن اس کی out put کیا ہے؟

جناب چیئر مین! اس وقت پولیس پر پانچ سالوں میں ایک کھرب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ 20۔ارب روپیہ سالانہ اور اس سال 29۔ارب روپے کم و بیش ایک کھرب روپیہ پنجاب کی پولیس پر خرچ کیا گیا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ اسی پنجاب کے اندر ڈکیتیاں، چوریاں اور پنجاب کے اندر یہ بھی واقعہ ہم نے دیکھا اور تاریخ میں شاید پہلا ہو کہ جیل کے اندر ججوں کو مار دیا گیا، کچہریوں کے اندر فائرنگ ہوتی رہی، عدالتوں کے اندر ملزموں نے دوسرے لوگوں کو مار دیا۔ پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں وزراء کے گھروں میں چوریاں ہوئیں اور ان سے گاڑیاں چھینی گئیں۔

یہاں پنجاب میں چودھری پرویز الٰہی کی حکومت ہے تو صدر پاکستان پر دو دفعہ قاتلانہ حملہ بھی ہوا۔یہ پنجاب کی امن وامان کی صورتحال ہے جس پولیس پر آپ ایک کھرب روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور ان پولیس والوں کو سیاسی کارکنوں [*****]

جناب چیئرمین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: کوٹ لکھپت جیل میں پیپلز پارٹی کے کارکن اسی تشدد کے نتیجے میں فوت ہوئے ہیں۔اسی لاہور میں جب ایک سیاسی کارکن کو پکڑنے گئے اور وہ نہیں ملے تو ان کی بہن اور والدہ کو اٹھا کر جیل میں لے گئے اور جس کو چاہتے ہیں اس کی عزت اٹھا لیتے ہیں یہ پولیس انہوں نے پالی ہی اسی لئے ہے کہ اس سے سیاسی انتقام لیا جائے اور اس کے ذریعے اپنے اقتدار کو زیادہ مضبوط کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میرا جو حلقہ انتخاب ہے میں پھر اس کی طرف آتا ہوں 1986 میں 120 کانسٹیبل کی پوسٹیں انہوں نے رکھی تھیں آج تک وہی ہیں لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ آج بھی ان میں 30 پوسٹیں خالی ہیں یہ پھر کیسے امن وامان قائم کر سکتے ہیں، یہ کیسے چوریاں اور ڈکیتیاں روک سکتے ہیں۔یہ پولیس کو سیاسی طور پر استعمال کرتے ہیں اور جو اس کی کمی ہے اس کو پورا نہیں کرتے اور عوام کو انہوں نے ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم پر اس سارے عرصہ پانچ سال میں 60۔ارب روپے کے لگ بھگ missing facilities اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کے نام پر خرچ ہوا ہے لیکن میرے ساتھ چلیں میں آپ کو اپنے حلقہ انتخاب میں اور ضلع راولپنڈی میں سکولوں کی ایسی عمارتیں دکھاؤں گا جن کی چھتیں گر رہی ہیں اور ان کے نیچے بچے پڑھ رہے ہیں۔ایسے سکولوں کی نشاندہی کروں گا جن کی چاردیواری ہے، ایسے کالجز اور سکولوں کی نشاندہی کروں گا جہاں بچوں کے لئے ٹائلٹ و باتھ ہیں، جہاں پینے کے لئے پانی ہے اور نہ ہی جہاں پر بجلی ہے لیکن یہ پیسا کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ پھر اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس سال 21۔ارب روپیہ تعلیم کے لئے رکھا ہے لیکن پنجاب بھر کے ٹیچرز سڑکوں پر آئے ہوئے ہیں اور سراپا احتجاج ہیں وہ کہتے ہیں کہ پچھلے سال انہوں نے بجٹ پر ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم الاؤنس دیں گے لیکن وہ آج تک نہیں دیا۔اس کے نتیجے میں لاکھوں بچوں کا امتحان رہ گیا ہے اور 20 لاکھ بچوں کا امتحان رہ گیا ہے اور ان کا سال ضائع ہونے کا خدشہ ہے لیکن ہماری

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

حکومت ہے کہ اس میں سب اچھا ہے اور اچھی ہوائیں چل رہی ہیں اور یہ اگلا انتخاب جیتنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

میرے انتہائی محترم جناب چیئرمین! میں آج آخری بجٹ کے موقع پر یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ چودھری پرویز الٰہی اور ان کے خاندان کے بارے میں سنا تھا کہ یہ بڑی رواداری فیملی ہے ان کے اندر اور ان کی سیاست میں بڑی رواداری ہے اور یہ لوگوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں لیکن انہوں نے مجھے براہ راست سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا۔ پانچ سال میں ایک پیسا اور ایک پائی بھی ترقیاتی فنڈ کے لئے مجھے جاری نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب ضمنی الیکشن میں آئے تھے اور انہوں نے اپنے candidate کے حلقے میں اس کے حق میں جلسہ کیا تھا اور دس کروڑ گرانٹ کا اعلان بھی کیا تھا لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ candidate ہار گیا اور انہوں نے وہاں سے منہ موڑ لیا اور ابھی جب جنرل پرویز مشرف صاحب تین چار مہینے پہلے ٹیکسلا گئے تو پرویز الٰہی صاحب نے وہاں جا کر پھر اپنا وہی گلا دہرایا کہ میں پہلے بھی آیا تھا اور آپ نے میرے candidate کو ووٹ نہیں دیا تھا جبکہ میں نے آپ کو بہت ساری گرانٹیں بھی دی تھیں۔ اپنے دل پر انہوں نے وہ بات لے لی اور اس کے نتیجے میں پانچ سال تک میرے ترقیاتی فنڈ روکے لیکن میں ریکارڈ کے لئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے حلقے کی عوام کو کہ انہوں نے پنجاب بھر میں ضمنی الیکشن میں پندرہ سیٹوں پر الیکشن ہو رہا تھا چودہ سیٹوں پر (ق) لیگ جیتی تھی لیکن ایک پر مجھے جتایا اور اپنے باشعور ہونے کا ثبوت دیا۔ الحمد للہ وہ باشعور عوام اب بھی حقائق کو مدنظر رکھے گی اور انشاء اللہ فیصلہ حق اور انصاف کا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آخری touch دیتا ہوں اور آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ 14۔ تاریخ کو جب بجٹ سیشن کا افتتاح ہو رہا تھا تو قاری صداقت صاحب نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ عنقریب یہ جتھہ شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ انشاء اللہ۔ وما علینا الا البلاغ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! قرآن پاک کی آیت specially نبی اکرم ﷺ پر اتری تھی۔ یہ کون ہوتے ہیں کہ ادھر direct کر دیں یا ادھر direct کر دیں انہیں

سمجھائیں اسلام کے بارے میں۔یہ اسلام کے جانشین اور ٹھیکیدار نہیں ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! قرآن حکیم میں آتا ہے لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اب یہ قرآن شریف کی آیت ہے اب اس کو تو یہ نہیں نکال سکتے جب جھوٹ بولتے ہیں تو لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ تو ہوگا اس میں اب ان کو اس بات پر کیا اعتراض ہے۔قرآن شریف میں جو لکھا ہوا ہے وہ ہم پڑھتے ہیں اس پر ان کو تکلیف ہونا شروع ہو جاتی ہے۔صورتحال یہ ہے کہ ہیلتھ منسٹری کی جو حالت تھی وہ اتنی ناگفتہ بہ تھی کہ چیف منسٹر مجبور ہو گیا اس کا منسٹر چیلنج کیا اب ان کو تو وہ چیلنج کر نہیں سکتے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: ان کو تو وہ چیلنج کر نہیں سکتے کیونکہ یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اس لئے انہوں نے بطور تحفہ پنجاب اسمبلی کے لئے رکھا ہوا ہے وہ منسٹر کو چیلنج کر سکتے تھے وہ انہوں نے کر دیا لیکن اب یہ تحفہ ہمارے نصیب میں رکھا ہے اللہ کرے جب اسمبلی ختم ہو گی تو اس تحفے سے ہماری بھی جان چھوٹ جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری طالب حسین! محترمہ! آپ تشریف رکھیں یہ بجٹ پر تقریریں ہو رہی ہیں مذہب پر نہیں۔

چودھری طالب حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔میں چودھری پرویز الٰہی صاحب اور ان کی ٹیم اور خاص طور پر وزیر خزانہ حسنین بہادر دریشک صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کا ایک متوازن اور عوام دوست پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔یہ اس وژن کا تسلسل ہے جو چودھری پرویز الٰہی نے پنجاب کے عوام کے ساتھ commitment کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے پنجاب کو "پڑھا لکھا پنجاب" اور "خوشحال پنجاب" بناؤں گا اس حکمت عملی سے اور تسلسل کے ساتھ اپنے بجٹ میں وہ ترقیاتی سکیمیں ڈالتے رہے جس سے پنجاب میں آج غربت کے خاتمے کا عندیہ ہے کہ غربت میں کمی ہو رہی ہے اور پنجاب کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ وہ ترجیحات جو قائد ایوان نے سب سے پہلے طے کی تھیں وہ تعلیم، صحت، زراعت اور صنعت تھیں۔ میں باری باری یہ بتانا چاہوں گا کہ کیسی حکمت عملی بنا کر پنجاب کو ترقی کے راستے پر گامزن کر دیا گیا ہے۔ میں یہ خوشی سے بتانا چاہوں گا کہ پنجاب میں ان سکولوں کو جن میں بچے نہیں جاتے تھے آج وہاں پر شرح خواندگی 62 فیصد تک پہنچ چکی ہے اور وہ سکول جن کی چار دیواریاں، پینے کا پانی، بجلی اور چھت مہیا نہیں تھی آج 63 ہزار سے زیادہ سکولوں کو وہ سہولتیں میسر ہو چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں بہت زیادہ سکول اپ گریڈ کر کے تعلیم کے وہ مواقع پنجاب کی عوام کو ان کے گھروں اور گاؤں میں فراہم کرنے کے لئے تمام اقدامات کئے جا چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! پنجاب کا قائد عوام چودھری پرویز الٰہی نے "پڑھا لکھا پنجاب" کا خواب دیکھا تھا آج وہ خواب ایک حقیقت بنتا ہوا نظر آ رہا ہے میں داد تحسین دیتا ہوں ایسے visionary leadership کو کہ جنہوں نے پنجاب کی ترقی کے لئے جو سب سے پہلے ضروری چیز سمجھی وہ تعلیم کا شعبہ تھا اور اس کے بعد ہماری 70 فیصد آبادی جو دیہات میں رہتی ہے ان کے لئے زراعت کے شعبے کو ترقی دی ان کسانوں کو ترقی دی جن پر ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم پر ٹیکس لگا ہوا تھا وہ واپس لے کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور پٹواری کلچر سے نہری پانی کا فلیٹ ریٹ کر کے چھٹکارا دیا اس کرپشن کو روکا جو پٹواری کرتے تھے۔ میں اس سے آگے چلتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ہیلتھ کے شعبے میں پنجاب حکومت نے بہت زیادہ ریفارم کی اور آج الحمد للہ دیہی آبادی میں ڈاکٹر موجود ہیں، ادویات مل رہی ہیں، ایمرجنسی میں دوائی مفت مل رہی ہے اور اب پورے پنجاب میں یہ نظر آ رہا ہے کہ صحت کی بنیاد پر priority چودھری پرویز الٰہی نے ہر کسی کو یہ سہولت مہیا کر دی ہے۔

چوتھی اہم جو بات ہے وہ صنعتی ترقی ہے جو چودھری پرویز الٰہی نے مزدور کو مزدوری دینے کے لئے، ہنر مند کو اس کی اجرت دینے کے لئے سندر سٹیٹ لاہور میں بنائی جو ایک مثالی کارنامہ ہے جس سے لاکھوں لوگوں کو روزگار ملا ہے۔

جناب چیئرمین! ان پانچ سالوں میں چودھری پرویز الٰہی نے بیروزگاروں کو روزگار دیا۔ لاہور میں ایمرجنسی ریسکیو 1122 بنائی جس سے لاہور میں بڑا ریلیف ہوا، ٹریفک وارڈن بنا اور میگا پراجیکٹ، رنگ روڈ جس کی بڑے عرصہ سے ضرورت تھی اس کی بھی تعمیر شروع کرائی یہ ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے جو آنے والے لوگ ہمیشہ اسے یاد رکھیں گے۔

جناب چیئرمین!اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بڑی خوشی سے بتانا چاہتا ہوں کہ چودھری پرویزالہیٰ نے داروغہ والا سے واہگہ بارڈر تک جو جی ٹی روڈ بنائی وہ ہمارا بھارت کے ساتھ وہ راستہ بحال کر دیا جو شیر شاہ سوری صاحب نے جو راستہ بنایا تھا آج وہ بحال ہو گیا اور اس کے جانشین چودھری پرویزالہیٰ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!میں آپ کے علم میں یہ بھی لانا چاہوں گا کہ چودھری پرویزالہیٰ نے جو گرین پروگرام شروع کیا ہے وہ بڑا احسن اور قابل تحسین ہے جس سے آج pollution سے چھٹکارا مل رہا ہے۔وہ شہر جو بیماریوں اور polluted air سے بھرا ہوا تھا آج الحمد للہ صاف، شفاف اور تازہ ہوا میں ہم سانس لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین!میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جس استحکام، دلیری، جرأتمندی اور حکمت عملی سے چودھری پرویزالہیٰ اپنے پنجاب کی عوام کو خوشحالی اور ترقی کی طرف لے کر گئے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہزاروں مخالفین نے ان کے راستے روکے، ہزاروں تنقیدیں کی گئیں۔ہر سال بجٹ کے موقع پر الفاظ کا گورکھ دھندہ بجٹ کو کہا گیا لیکن مخالفین ناکام ہوئے اور چودھری پرویزالہیٰ کامیاب ہوا جس نے عوام کو آج ترقی کے راستے پر گامزن کیا اور غربت کے خاتمے میں قدم بڑھایا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم پنجاب کے لوگ اور خاص طور پر لاہور کے چودھری پرویزالہیٰ کے ان اقدامات کی بھرپور تائید اور تصدیق کرتے ہیں کہ انشاء اللہ آنے والا کل پنجاب کی عوام کے لئے ایک خوشحالی اور پڑھے لکھے پنجاب کا پیغام ہے۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب نفیس احمد انصاری صاحب، ان کے بعد اپوزیشن کے کسی بھی معزز ممبر کا میرے پاس اور کوئی نام نہیں ہے۔اگر اپوزیشن کی طرف سے کسی اور صاحب نے تقریر کرنے کے لئے نام دینا ہو تو وہ دے سکتے ہیں۔

بابو نفیس احمد انصاری:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب چیئرمین!پنجاب کی تاریخ کا اس سال کا بجٹ 350۔ارب روپے سے زیادہ ہے۔ہمارے خوبصورت وزیر خزانہ نے بڑی خوبصورت تقریر کی اور الفاظ کے گورکھ دھندوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ ایک تاریخی بجٹ ہے اور اس میں ترقیات کے لئے بہت کچھ رکھا گیا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس کو پہلے کے معاملات میں تقریباً 30۔ارب روپے سے نوازا گیا ہے لیکن پچھلے سال کی اس کی کارکردگی دیکھیں تو وہ انتہائی مایوس کن ہے۔میں اپنے شہر کی مثال دیتا ہوں کہ جہاں سٹریٹ کرائمز میں اتنا اضافہ ہو گیا ہے کہ روز آئے

دن وارداتیں ہو رہی ہیں لیکن ان کا سراغ تک نہیں ملتا۔ سب سے بڑی واردات اس حد تک ہوئی کہ خصوصی عدالت کے جج پر قاتلانہ حملہ ہوا جس میں تین اہلکار شہید ہوئے لیکن اس کا آج تک پتا نہیں چلا۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ ہم لوگ سول سوسائٹی میں رہتے ہیں، شہری شعور اتنا بڑھ گیا ہے لیکن اس کے باوجود کہ ایک شہر میں ایک بم دھماکہ ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور اس کی تفتیش پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتی۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ آج کا عام شہری مہنگائی کی سخت لپیٹ میں ہے۔ آج کی اشیاء کو اگر پچھلے سال کی اشیاء سے تقابل کریں تو مہنگائی سو فیصد سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ میں صرف چینی کی مثال دیتا ہوں کہ وہ-/50 روپے فی کلو تک پہنچی۔ اس کے علاوہ پچھلے سال-/45روپے فی کلو گرام گھی ملتا تھا لیکن اس وقت-/90اور-/100روپے کے درمیان اس کی فی کلو گرام قیمت ہو رہی ہے اور سٹاکسٹ جو ہے وہ اس کو اور جمع کرتا جا رہا ہے۔ اس طرح دالیں اور دوسری روزمرہ کے استعمال کی اشیاء جتنی بھی ہیں وہ ایک غریب عوام کی دسترس سے باہر ہو رہی ہیں۔ ایک ویلفیئر سٹیٹ کے لئے ایک بنیادی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کے لئے کوئی فنڈ فراہم کرے، چیک اینڈ بیلنس رکھے اور مہنگائی پر کنٹرول کرے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت پنجاب اس سلسلے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور آئے دن ذخیرہ اندوزوں پر کوئی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اور نہ ہی کسی اور چیز پر جس کی وجہ سے جو ذخیرہ اندوز ہیں وہ کروڑوں سے ارب پتی ہوتے جا رہے ہیں اور غریب عوام پس رہی ہے۔ میری حکومت پنجاب سے یہ اپیل ہو گی کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے تاکہ عام آدمی زندہ رہ سکے۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ عام یہ ہے کہ بے روزگاری نے اس ملک کو سخت ترین طریقے سے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اس حد تک کہ ہماری جو نجکاری پالیسی ہے وہ بھی انتہائی خطرناک ہے۔ میں ملتان کی ایک مل کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں ایک فرٹیلائزر فیکٹری تھی جو ایک کھرب روپے کی مالیت کی تھی اسے 14۔ارب روپے میں دے دیا گیا ہے اور اس میں نجکاری کمیشن نے جو کیش پے منٹ وصول کی وہ صرف 4.5۔ارب روپے ہے۔ یہ ظلم اس حد تک ہو رہا ہے کہ یہ فیکٹری جس شخص نے خریدی ہے وہ اس وقت ضلع کونسل کا ناظم ہے لیکن حد یہ ہے کہ وہاں چھ ہزار مزدور کام کرتے تھے لیکن صورتحال اب یہ ہے کہ مستقل مزدوروں کی تعداد صرف 200 کے قریب ہے۔ ڈیلی ویجز پر لوگ رکھے جا رہے ہیں۔ وہاں آج کل مہنگائی کے دور میں-/70روپے ڈیلی

دیئے جارہے ہیں۔ کتنے ظلم کی بات ہے اور وہ ارب سے کھرب پتی بن رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ صرف یہ بلکہ موجودہ حکومت نے کمال مہربانی پر اس پر اتنا رحم کیا ہے کہ عارف حبیب گروپ اور فاطمہ گروپ آف انڈسٹری صادق آباد میں ایک مل لگارہے ہیں جنھوں نے وعدے کے مطابق 2006 میں اپنا کام شروع کرنا تھا لیکن ابھی تک انھوں نے کام شروع نہیں کیا ہے اور وزیر اعظم نے انہیں relaxation دی ہے، یہ بھی انتہائی ایک ظلم کا مقام ہے کہ ان نجکاروں کو ہمارے اوپر مسلط کیا جارہا ہے اور یہ اربوں روپیہ کمارہے ہیں اور یہ اربوں روپیہ ملک سے باہر جارہا ہے۔ یہ غور طلب بات ہے۔ ان کا بھاگتے ہوئے پتا بھی نہیں چلنا۔ میری گزارش یہ ہے کہ نجکاری پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب چیئر مین! میری اگلی گزارش یہ ہوگی کہ ملتان اس وقت سیوریج کے گندے پانی میں ڈوب رہا ہے۔ صورتحال اتنی مخدوش ہے کہ فنڈز جتنے بھی آتے ہیں وہ خورد برد ہو جاتے ہیں یا وہ مکمل طور پر استعمال نہیں ہوتے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ملتان شہر کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی اکثریت کا تعلق اپوزیشن سے ہے اور اپوزیشن کو آپ کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں ملے لیکن ظلم یہ ہے کہ جو فنڈز ہمارے نام پر استعمال ہوئے وہ ہمارے حلقوں میں نہیں ہوئے بلکہ دوسرے حلقوں میں ہوئے جس کی تحقیق ہونا بہت ضروری ہے اور میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے فنڈز کی تحقیق کی جائے کہ ان فنڈز کا استعمال اگر ہوا ہے، پہلے تو ہوا نہیں، وہ رقم خُورد بُرد ہوئی ہے اور اگر ہوا ہے تو کس جگہ ہوا ہے اور اس میں کتنی کمیشن ہوئی ہے؟

جناب چیئر مین! sanitation کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے جس طرح میں نے گزارش کی کہ میرا اپنا حلقہ 70 فیصد گندے پانی میں ڈوبا ہوا ہے اور پانچ سے چھ فٹ تک پانی وہاں کھڑا رہتا ہے جس سے ہیپاٹائٹس جیسی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ وہاں پانچ سے چھ فٹ تک پانی کھڑا رہتا ہے۔ جس سے Hepatitis جیسی بیماریاں پھیل رہی ہیں، گیسٹرو کی بیماریاں پھیل رہی ہیں لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی جارہی حالانکہ وہاں پر تین ادارے کام کر رہے ہیں۔ ضلعی حکومت کے علاوہ وہاں پر ایم ڈی اے بھی ہے، وہاں پر واسا بھی ہے لیکن یہ تینوں ادارے بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ لہذا میری وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ اس معاملے میں خصوصی طور پر فنڈز فراہم کئے جائیں اور یہ فنڈز ضلع کونسل کو نہ دیئے جائیں بلکہ یہ فنڈز صوبائی حکومت کے تحت کسی ایماندار شخص کے ذریعے خرچ کئے جائیں۔

حضور والا! ضلعی نظام میں جو یونین ناظمین ہیں وہ اتنی کرپشن کر رہے ہیں کہ جس کا حساب کوئی نہیں ہے۔ چار چار دفعہ payments ہو گئی ہیں جبکہ کام ایک دفعہ بھی نہیں ہوا۔ یونین کونسل کے ناظم نے اس کی علیحدہ payment کی ہے، نائب ناظم نے علیحدہ کی ہے، ایم پی اے فنڈز سے علیحدہ payment ہوئی ہے، ایم این اے فنڈز سے payment ہوئی ہے اور اس کے علاوہ خصوصی فنڈز بھی دیئے گئے ہیں۔ یعنی پانچ پانچ جگہ payments ہوئی ہیں لیکن موقعے پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں محکمہ انسداد رشوت ستانی سے رجوع کیا ہے جہاں پر کیس pending ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس حوالے سے حکومت پنجاب ایک اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کرے جو کہ ملتان شہر کے ترقیاتی فنڈز کا خصوصی آڈٹ کرے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے۔

جناب والا! میں ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ ایجوکیشن کی صورتحال بہت گندی ہے۔ میرے شہر میں، خصوصی طور پر میرے حلقے میں اکثر سکولوں کی بجلی due to non-payment of electricity bills منقطع ہے۔ ہماری بچیاں دور دراز کے علاقوں کے سکولوں میں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ موجودہ حکومت نے اپنے پانچ سالہ دور میں وہاں ایک بھی سکول قائم نہیں کیا اور خاص کر بچیوں کا کوئی سکول قائم نہیں کیا گیا۔ بچیوں کا سکول وہاں کی ایک بنیادی ضرورت ہے لہذا میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر بچیوں کی تعلیم کے لئے ایک اعلیٰ اور معیاری سکول قائم کرنے کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب والا! اسی طرح صحت کے شعبے میں بھی improvement کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں نشتر میڈیکل کالج ہے جو کہ ایشیاء کا ایک بہت بڑا ہسپتال ہے لیکن اسے بہت کم فنڈز فراہم کئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ اسے خصوصی طور پر مزید فنڈز عطا کئے جائیں تاکہ جو مریض وہاں آئیں، خاص کر غریب مریضوں کا مفت علاج ہو سکے۔ وہ آپ کی حکومت کو دعائیں دیں گے۔ یہ سہولتیں مہیا کرنا آپ کا فرض ہے۔

جناب والا! آج سے چھ سال پہلے وہاں ایک Judicial Complex بنا تھا جس کے verbally funds allocate کئے گئے تھے۔ اس کے لئے زمین بھی مختص کر دی گئی تھی لیکن ابھی تک ہمارے اس Judicial Complex کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ نہ ہی اس کے لئے فنڈز ملے ہیں جس کی وجہ سے ہماری ڈسٹرکٹ کورٹس میں بہت سے مسائل ہیں۔ وہاں پر سول جج صاحبان

چھوٹے چھوٹے، باتھ روم سائز کے کمروں میں اپنا گزارہ کر رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ Judicial Complex کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں۔

(اذان مغرب)

**بابو نفیس احمد انصاری:** جناب چیئرمین! کیا حکم ہے؟ کیا میں اپنی تقریر continue رکھوں؟

**جناب چیئرمین:** آپ ایک دومنٹ میں wind up کر لیں۔

**بابو نفیس احمد انصاری:** جناب والا! شکریہ۔ حضور والا! میری گزارش یہ ہوگی کہ پاکستان کی گھریلو صنعت پارچہ بانی اس وقت شدید مشکلات کا شکار ہے۔ یہ سب سے بڑی گھریلو صنعت ہے جس سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں عوام کا روزگار وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہوگی کہ اس صنعت کو خصوصی طور پر قرضے فراہم کئے جائیں اور انھیں rebate پر بجلی فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں۔ بہت بہت شکریہ

**جناب ارشد محمود بگو:** پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب چیئرمین:** جی، ارشد محمود بگو صاحب!

**جناب ارشد محمود بگو:** جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ صبح سید احسان اللہ وقاص صاحب نے ایک بڑے ہی اہم مسئلہ سلمان رشدی جسے برطانیہ حکومت نے "سر" کا خطاب دیا ہے کی طرف مبذول کروائی تھی۔ ہم مسلمان ہیں اتنے اچھے مسلمان بھی نہیں ہیں، درمیانے سے مسلمان ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمارا جو تعلق ہے شاید وہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے تو میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست ہے کہ اس بارے میں ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے اور بڑے اچھے طریقے سے یہ پیغام برطانیہ حکومت کو جانا چاہئے۔ مغرب مسلمان کے ساتھ ڈائیلاگ نہیں کرنا چاہتا۔ وہ دن بدن ایسی situation create کر رہے ہیں کہ مسلمان اور ان کے درمیان کوئی خلیج پیدا ہو جائے۔

**جناب چیئرمین:** حکومتی اراکین نے صبح اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس کی تائید کرتے ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب اور حزب اختلاف کے دوست مل کر اس پر ایک مشترکہ قرارداد لے آئیں۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** جی بہتر ہے، اس حوالے سے ہم لائحہ عمل طے کر لیتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! یہاں پر جب شاہ صاحب نے اس حوالے سے فرمایا تو ہم نے ان کی تائید کی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ ان کی لندن میں بیٹھی ہوئی قیادت میاں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر صاحبہ جب لندن میں جائیں تو وہاں پر سلمان رشدی اور برطانوی حکومت کے خلاف جلوس نکالیں۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے لیکن میں اپنے حکومتی دوستوں سے کہوں گا کہ یہ لندن میں اپنے اتحادی الطاف حسین کے ساتھ مل کر سلمان رشدی کے خلاف جلوس نکالیں۔

جناب چیئر مین: اب نماز مغرب کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ہاؤس 15 منٹ کے لئے adjourn کر دیا گیا)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب چیئر مین نذر فرید کھوکھر 7 بج کر 38 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئر مین: محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ بجٹ پر بحث کریں گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! پانچ منٹ انتظار فرمالیں معزز اراکین کو آنے دیں۔

جناب چیئر مین: آٹھ بجے ہاؤس بھی adjourn کرنا ہے۔ محترمہ آپ شروع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئر مین! اجلاس کے شروع ہوتے ہی ارشد بگو صاحب نے کہا کہ زاہدہ سرفراز صاحبہ سے ان سب نے عظمیٰ بخاری صاحبہ کو بچا لیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا میں عظمیٰ بخاری صاحبہ کو لوٹنے جا رہی تھی کہ انہوں نے عظمیٰ صاحبہ کو میرے سے بچا لیا۔ ان سے پوچھا جائے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی کو چھیڑا جائے اور کہا جائے کہ آ بیل مجھے مار تو کیا بیل مارے گا نہیں۔ عظمیٰ صاحبہ نے پوسٹر اٹھا رکھا تھا مجھے اس بات کی بھی خوشی ہوتی اگر عظمیٰ صاحبہ بھی یہاں پر موجود ہوتیں اور پوری اپوزیشن بھی موجود ہوتی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان سب بھائیوں کی غیرت کو کیا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! اس وقت ان میں سے کوئی موجود نہیں ہے آپ بجٹ پر تقریر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی: جناب والا! ہمیں اس وقت بھی بات نہیں کرنے دی جاتی جب ہمارا سوال ہو رہا ہوتا ہے تو پھر ہم کب اپنی بات کریں۔ میں یہ عرض کروں گی کہ انہوں نے پوسٹر اٹھا رکھا تھا کہ "بے ضمیر و حیا کرو" یہ ہمیں جو کچھ بھی کہہ لیں ان کا کہنا سر آنکھوں پر اگر ہمیں

یہ بے حیا کہیں تو آپ یہ بتائیں کہ یہ ہم کس طرح سے برداشت کر سکتے ہیں۔صاحب چلیں میں بجٹ ہی کی طرف آجاتی ہوں۔

جناب چیئرمین!جب-/150روپے کے ترقیاتی بجٹ کا خوبصورت بجٹ کا جناب قاسم ضیاء، جناب ارشد بگو، سید احسان اللہ وقاص صاحب پر اتنا pressure پڑا ہے کہ آج ان کی تقریروں میں وہ گھن گرج تھی ہی نہیں جو پہلے ساڑھے چار سال سے موجود تھی۔قاسم ضیاء صاحب نے کہا کہ میں نے پچھلی مرتبہ بھی کہا تھا کہ پولیس کو جو فنڈز دیا جارہا ہے یہ صرف اپوزیشن کو دبانے کے لئے دیا جارہا ہے۔اپوزیشن ابھری ہی نہیں تو اس کو دبانے کی کیا ضرورت ہے۔جو اپوزیشن پہلے ہی زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہے ہم اس کو دبانے کے لئے اپنی طاقت کیوں استعمال کریں گے۔

جناب چیئرمین!میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ پنجاب کی حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی سرپرستی میں 2002 کے بجٹ سے موجودہ ترقیاتی بجٹ اتنا بڑھا دیا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ساڑھے چار سال کے طویل عرصے میں اللہ کے فضل سے یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔صوبہ پنجاب میں ساڑھے چار سالوں میں 2 لاکھ 32 ہزار افراد کو روزگار ملا۔شرح خواندگی 42 فیصد سے بڑھ کر 67 فیصد ہوگئی اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کا یہ عزم ہے کہ میں انشاء اللہ 2020 تک صوبے کو جہالت سے پاک کردوں گا۔

جناب چیئرمین!موجودہ بجٹ میں تعلیم اور عام آدمی کی مالی امداد کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔پچھلے ساڑھے چار سالوں میں صوبے میں 2 لاکھ 70 ہزار طلباء میں مفت کتابیں تقسیم کی گئی۔15 اضلاع میں 11 لاکھ طالبات میں 2 کروڑ 70 لاکھ روپے کے وظائف تقسیم کئے گئے۔سکولوں کو 19۔ارب روپے کی لاگت سے ضروری سہولتیں فراہم کی گئیں۔50 ہزار نئے ٹیچرز بھرتی کئے گئے اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کا کہنا ہے کہ اگلے سال تک مزید 25 ہزار ٹیچرز بھرتی کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین!جہاں تک ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی رہائش کا مسئلہ ہے انہیں رہائش فراہم کرنے کے لئے منصوبہ زیر عمل ہے۔کچی آبادی کے مکینوں کو 31۔دسمبر 2007 تک تمام شہری سہولتیں دے کر regular کر دیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ 31۔دسمبر تک ان کچی آبادی کے مکینوں کو ان گھروں کا مالک بنا دیا جائے گا۔اس طرح سے وہ بے گھری اور تکلیف کی زندگی سے گزر کر ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے جو گھروں کے مالک ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ بات واضح ہے کہ مسلم لیگ (ق) کی حکومت نے ہمیشہ عوام کی امنگوں اور امیدوں کے مطابق tax free اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ پچھلے ساڑھے چار سال وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی کی سرپرستی میں عام آدمی کی مالی مدد، تعلیم اور روزگار کی فراہمی کے حوالے سے مثالی رہا۔ چودھری پرویزالٰہی وزارت اعلیٰ کے لئے ایک طویل مدت سے home work کر رہے تھے چنانچہ جب انہوں نے اقتدار سنبھالا تو ان کے پاس ہر شعبے کے لئے حقیقت پسندانہ پروگرام موجود تھے اور اقتدار سنبھالتے ہی اس پر انہوں نے عملدرآمد شروع کر دیا۔ جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے ان کے تعلیمی پروگرام کو پوری دنیا میں داد ملی ہے۔ تمام عالمی ادارے جو تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ان کے تعلیمی پروگرام کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ چین اور دیگر ممالک نے چودھری پرویزالٰہی کے پروگرام سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے انہوں نے ہسپتالوں میں عام آدمی کے حالات بہتر کئے ہیں۔ انہوں نے فائر بریگیڈ اور ہنگامی امداد کے مراکز قائم کئے ہیں۔ ایمبولنس کی جدید گاڑیاں اور سروس فراہم کی ہے جن میں فوری طبی امداد کا سامان موجود ہے۔

جناب چیئرمین! حادثات کا شکار ہونے والے مریضوں کی دعائیں ہمیشہ چودھری پرویزالٰہی کے ساتھ رہیں گی کہ جنہیں جائے وقوعہ پر ہی ایمبولنس میں فوری طبی امداد ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے کیونکہ جو لوگ حادثات کا شکار ہوئے وہی لوگ جانتے ہیں کہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اسی طرح سے فائر بریگیڈ کی بھی جدید گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں۔ ٹریفک وارڈن کا نظام رائج کیا گیا ہے۔ شاہراہوں پر پولیس چوکیاں قائم کی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ میں چودھری پرویزالٰہی غربت کے انتہائی نچلے درجے پر زندگی بسر کرنے والے شہریوں کے لئے انتہائی پرجوش دکھائی دیتے ہیں۔ اس حکومت نے پہلی مرتبہ غربت کے انتہائی نچلے درجے پر زندگی بسر کرنے والے شہریوں کو تلاش کر کے ان کی فہرستیں مرتب کی ہیں اور انہیں معاشی اعتبار سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا پروگرام بنایا ہے۔ میں یہاں پر ارشد بگو صاحب کی اس بات کا بھی جواب دینا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین! جب ہمارے منسٹرز راجہ بشارت صاحب یا چودھری ظہیر صاحب بات کرتے ہیں تو یہ مذاق اڑاتے ہیں کہ ہمیں یہ لوگ interrupt کر رہے ہیں جبکہ چودھری ظہیر صاحب اور راجہ بشارت صاحب بالکل بجا فرماتے ہیں کہ یہ بجٹ پڑھ کر نہیں آئے۔ انہوں نے مذاق

اڑاتے ہوئے کہا کہ -/500 روپیہ ماہوار ایک شخص کو دینا اللہ واسطے والی بات ہے۔ چودھری پرویزالہیٰ کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے اور انہوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ میرا مقصد یہ ہے کہ جو شخص ایک دن مزدوری نہیں کر سکتا، اسے مزدوری نہیں ملتی یا کسی شخص کے گھر میں اچانک ایک دن کے لئے دوائی کے پیسے نہیں تو یہ -/500 روپیہ اسے کام دے گا۔ اس کا مقصد انتہائی غریب شہریوں کو ایمرجنسی کی صورت میں فوری سہارا دینا ہے اس کے لئے اس بجٹ میں 4۔ ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور اس کی تقسیم کا بھی ایسا منصوبہ بنایا گیا ہے کہ اس رقم کو ان خاندانوں تک پہنچانے میں کوئی خیانت نہ ہو سکے۔ ایک سروے کے مطابق یہ خاندان 6 لاکھ اور 42 ہزار ہیں۔ ان کی فہرستیں تیار کی جا چکی ہیں، ان کے شناختی کارڈ تیار کئے جا چکے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان کی غربت کی تصدیق کی جا چکی ہے۔ ایک عام آدمی کی مدد کا یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اس کے بعد ان کا منصوبہ یہاں پر ختم نہیں ہو جاتا۔

جناب چیئرمین! چودھری پرویزالہیٰ نے اس کے بعد ان کی بحالی کا منصوبہ بنایا ہے۔ ان کی بحالی کے منصوبے کے مراحل میں ان خاندانوں کے صحت مند افراد کو چن کر انھیں ہنر سکھانا ہے۔ ان کو روزگار کے وسائل مہیا کرنے ہیں جن میں دودھ دینے والے جانور، گوشت والے جانور فراہم کرنا ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے کاروبار کے لئے قرضے فراہم کرنا ہے۔ آپ سن لیں کہ اس کے بعد اس منصوبے کا تیسرا مرحلہ ان کو ان کے گھر فراہم کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالہیٰ صاحب ہر شعبے میں ترقیاتی کام سرانجام دے رہے ہیں مگر انھوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا بہت سے حکمران پہلے آئے جنھوں نے غربت اور افلاس ختم کرنے کے نعرے لگائے مگر کسی نے عملی اقدام نہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی چودھری پرویزالہیٰ پر خاص رحمت ہے کہ اس نے ان کو ان کی دیرینہ خواہش کے مطابق کہ میں ایک عام آدمی کی خدمت کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موقع فراہم کیا کہ وہ یہ منصوبہ پیش کر سکیں۔ اس صوبے کے لاکھوں افراد کی دعائیں وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالہیٰ کی کامیابی کے لئے ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! جو بات ہو رہی تھی اسی سے متعلقہ بات جو کہ میں آپ اور ہاؤس کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ ریسکیو 1122 کے بارے میں پہلے ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ نے بات کی اور اب میری بہن بھی بات کر رہی تھیں۔ میں صرف ایک مثال آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ قدسیہ لودھی جو کہ پہلے منسٹر تھیں اور جب ان کی والدہ کا انتقال ہوا تب بھی وہ منسٹر تھیں۔ اس وقت ہاؤس میں بیٹھی ہوئی کئی ایسی بہنیں ہیں جو اس واقعہ کی گواہ ہیں کہ قدسیہ لودھی بے ہوش ہو گئیں تھیں جب ان کی والدہ کو جنازے کے لئے لے جایا گیا۔ نسیم لودھی صاحبہ جو کہ اب بھی منسٹر ہیں انھوں نے ریسکیو 1122 پر فون کئے، پروین گل صاحبہ نے فون کئے اور پندرہ منٹ تک ریسکیو 1122 پہنچی نہیں تھی اور جب ہم محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی گاڑی میں قدسیہ لودھی کو ڈال کو ہسپتال لے کر گئے۔ یہ ریسکیو 1122 کی بات ہے۔ میں باقی باتیں اپنی تقریر میں تو کروں گی لیکن جو جہالت کی بات ہے تو جناب میری گزارش فنانس منسٹر صاحب سے یہ بھی ہو گی کہ جو جہالت ہاؤس کے اندر ہے اس کو بھی ختم کرنے کے لئے کچھ اقدامات کئے جائیں باقی جہالت صوبے سے جو ختم ہو گی وہ تو ہو گی۔

جناب چیئرمین: معزز ممبران سے درخواست ہے کہ جب کوئی ممبر تقریر کر رہا ہو تو اس کی تصحیح کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف وزیر خزانہ اس کا جواب دیں گے تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ایسی باتوں سے گریز کریں تو بہتر ہو گا۔ اب میں چودھری نذر حسین گوندل صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چودھری نذر حسین گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں پنجاب کا عوام دوست اور عوامی ترقیاتی اخراجات کا عندیہ دیتے ہوئے ایک بیلنس بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب، جناب حسنین بہادر دریشک وزیر خزانہ اور پنجاب کابینہ کے تمام اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی فنانس ڈیپارٹمنٹ کے تمام افسران و اہلکاران پی اینڈ ڈی کے افسران و اہلکاران اور اسمبلی کے افسران و اہلکاران کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے شب و روز کوشش کے بعد ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا اور اس میں معاونت کی۔

جناب والا! کوئی بھی بجٹ کسی سال کا بھی جب پیش ہوتا ہے تو اس میں اصل دیکھنے والی چیزیں یہ ہوتی ہیں کہ اس بجٹ سے عام لوگوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے اور عام لوگوں کے لئے جو فائدے والی بات ہوتی ہے وہ ان کی ابتدائی ضرورتوں کی فراہمی کی بات ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو پینے کا صاف پانی، چلنے کے لئے سڑکیں، پڑھنے کے لئے بہترین سکول و کالج اور ساتھ ہی ان کو طبی

سہولتیں فراہم کرنے کے علاوہ ان کی جتنی بھی ابتدائی ضرورتیں ہوتی ہیں وہ اس بجٹ میں کس لحاظ سے اور کس قدر فراہم کی گئی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ 08-2007 کا پنجاب کا بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کا گزشتہ چار سالوں کا ایک تسلسل ہے۔ جس کی بنیاد پر ہر سال ترقیاتی مد میں اخراجات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہر سال مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پچھلے سال 100۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے اس لحاظ سے خرچ کیا گیا تھا جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہے تو اس بجٹ میں الحمد للہ 150۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ لوگوں کی ابتدائی سہولتیں پوری کرنے کے لئے ان کو انہی مدوں میں اخراجات کے سلسلے میں فراہم کیا جائے گا جس کا ڈائریکٹ فائدہ عام لوگوں کو پہنچے گا۔

جناب والا! آپ ہر لحاظ سے دیکھیں کہ جب تعلیم کی بات کی جاتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہوا کہ ہم نے سو فیصد تعلیمی سہولتیں ہر لحاظ سے عوام کو دے دی ہیں لیکن اگر آپ نے اس وقت کو دیکھنا ہے تو پچھلے تسلسل کو بھی دیکھا جائے کہ 1999 میں کیا صورتحال تھی اور 03-2002 کے بجٹ سے لے کر آج اگر ہم 08-2007 کا بجٹ پیش کر رہے ہیں تو اس میں تعلیمی لحاظ سے عام لوگوں کو دینے کے لئے کیا رکھا گیا ہے اور اس سے پہلے چار سالوں میں ہم نے کیا خرچ کیا ہے۔

جناب والا! سابق ادوار میں سکول تو بنتے گئے لیکن ان کی چار دیواری کا خیال رکھا گیا بلڈنگ کا خیال رکھا گیا اور نہ ہی ان کو ابتدائی سہولتیں سکول میں مہیا کی گئیں۔ الحمد للہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق اور ان کی دی ہوئی سکیم کے مطابق ہر سال پنجاب میں 7۔ارب سے 9۔ارب روپے تک missing facilities کی صورت میں خرچ ہو رہا ہے اور ہر حلقے میں سکولوں میں چار دیواری، چھت، پینے کا پانی، ٹائلٹ اور جتنی بھی ابتدائی ضرورتیں ہیں وہاں فراہم کی گئی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری نذر حسین گوندل: اس سلسلے میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ سکولوں میں بچوں کے پڑھنے کے لئے ایک بہتر ماحول دیا گیا ہے ایک بہتر فضاء قائم کی گئی ہے پہلے میٹرک پی ٹی سی اساتذہ بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ آج الحمد للہ وہاں بی اے، بی ایڈ اساتذہ بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ اس میں ساتھ ہی ساتھ اساتذہ کی جو کمی تھی اس میں بھی 70 فیصد نئی تقرریاں کر کے اس کمی کو پورا کیا جا

رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ کے مطابق اخراجات جب مکمل ہوں گے تو ہمارے پرائمری سکولوں میں 100 فیصد اساتذہ کی تقرریاں مکمل ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بچوں کی فیسیں میٹرک تک معاف کی گئی ہیں۔ میٹرک تک مفت کتابیں مہیا کی جا رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کو دیگر سہولتیں جتنی بھی ممکن ہوئی ہیں وہ فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان بچوں کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے تعلیمی ادارے جب بڑھتے ہیں تو ہر یونین کونسل لیول پر دور دراز دیہات میں نئے سکولوں اور کالجوں کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ ملاحظہ فرمائیں کہ ہائر ایجوکیشن میں پہلے جتنی بھی یونیورسٹیاں پنجاب میں قائم تھیں، اب ہر یونیورسٹی مختلف اضلاع میں اپنے سب کیمپس قائم کر رہی ہے جس کے مطابق آپ دیکھیں کہ پنجاب یونیورسٹی ہے، ٹیکسلا یونیورسٹی ہے، ملتان یونیورسٹی ہے، بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی ہے تمام پنجاب کے مختلف اضلاع میں یہ سب کیمپس قائم کر رہی ہیں تاکہ بچوں کو درست طور پر اور ان کے گھروں کے نزدیک ہائر ایجوکیشن دی جا سکے اور عام بچے بھی اس تعلیم سے استفادہ کر سکیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کو ملاحظہ فرمائیں کہ ہر تحصیل میں پہلے تو کئی ایسے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر تھے کہ جہاں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ نہیں تھا اب گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر سب ڈویژن میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ قائم کیا جا رہا ہے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز مختلف جگہوں پر قائم کئے جا رہے ہیں اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ لوگ جو کہ اعلیٰ عام تعلیم حاصل نہیں کر سکتے وہ ووکیشنل تعلیم حاصل کریں۔ اس کے علاوہ سپیشل بچوں کے لئے ہر سب ڈویژن میں سپیشل ایجوکیشن کے سکول قائم کئے جا رہے ہیں ان کو گاڑیاں فراہم کر دی گئی ہیں اور کوئی تحصیل ایسی نہیں ہے کہ جہاں سپیشل بچوں کے لئے سکول مع ٹرانسپورٹ موجود نہ ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ ہیلتھ کو ملاحظہ فرمائیں کہ ہر BHU اور RHC کو upgrade کیا جا رہا ہے اور ہر THQ اور DHQ میں جتنی بھی سہولتیں ہیں وہ فراہم کی جا رہی ہیں اور جدید طبی سہولتیں ریجنل وار دی جا رہی ہیں۔ بہت بڑے ہسپتال جو ابتدائی طبی سہولت سے لے کر بہت اہمیت کے حامل ہیں وہ مختلف اضلاع میں ریجنل وار قائم ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جب ہم زراعت کی بات کرتے ہیں تو یہ پہلی حکومت ہے جس نے زراعت پر انکم ٹیکس معاف کیا اور کسانوں

کو ترقی دینے کے لئے،ان کی آمدنی فی ایکڑ بڑھانے کے لئےاور زراعت کو ترقی دینے کے لئے بجلی کے ریٹ میں کمی کی ہے۔ کھاد میں سب سے زیادہ اگر سبسڈی دی گئی ہے تو اسی حکومت کے دور میں دی گئی ہے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے جتنے اقدام کئے گئے ہیں پہلے کبھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔آپ ملاحظہ فرمائیں کہ عام لوگوں کی حالت بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب کی معاشی حالت بہتر کرنے کے لئے کانکنی میں حکومت پنجاب اپنے خرچ سے مختلفmining areasکو ڈویلپمنٹ کرنے کے لئے جس سے ہم لوگوں کا ہی فائدہ ہےاور یہ پہلی دفعہ اس حکومت نے کیا ہے کہ سڑکیںmining areasتک خود حکومت پنجاب بنا کر دے رہی ہے تاکہ وہاں سے کول کی پروڈکشن درست ہو، نمک کی پروڈکشن درست ہو اور ہمارا پنجاب ترقی کر سکے۔اس کے علاوہ آپ سیر وسیاحت کی طرف دیکھیں کہ عام لوگوں کو یہ سہولتیں بہم فراہم کرنے کے لئے مختلف جگہوں پر جہاں بھی پنجاب میں کوئی spot ہے ان کوdevelopکیا جا رہا ہے۔میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب اور ان کی کابینہ نے جتنی بھی تگ ودو کی ہے اس کا عام لوگوں تک فائدہ کیا پہنچا ہے، میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ تحصیل پنڈ دادنخان پی پی۔27 مکمل میرا حلقہ ہے، میں یہ سچی بات کرتا ہوں کہ 2003 میںsalt drainageکی وجہ سے وہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔2002 میں وہاں 80 فیصد آبادی ایسی تھی جن کو پینے کا پانی مہیا نہیں ہو رہا تھا، 2003 میں ہی چودھری پرویز الٰہی صاحب نے ڈیرہ پروگرام کے تحت تین کروڑ روپے فوری جاری کئے اور ہم نے ابتدائی وقتی طور پر پانی کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔آج الحمدللہ تحصیل پنڈ دادنخان میں 35 کروڑ روپے کی ایک واٹر سپلائی جو پنجاب میں سب سے بڑی سپلائی ہے وہ وہاں قائم ہو رہی ہے جس کے لئے 15 کروڑ روپے سے پہلا فیز مکمل ہو رہا ہے اور سیکنڈ فیز 20 کروڑ روپے کا انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے بعد شروع ہو گا۔اس کے علاوہ ہماری جتنی واٹر سپلائیز عرصہ دراز سے بند پڑی تھیں، 15 کو ہم نے اسی سال اور کچھ کو اگلے سال rehabilitate کرنے کے لئے دو کروڑ روپیہ فوری طور پر جاری کیا جن پر وہ واٹر سپلائی سکیمیں rehabilitate ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ سب ڈویژن لیول پر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 12 کروڑ روپے کا پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم ہوا ہے، پانچ کروڑ روپے کا سیوریج سسٹم پنڈ دادنخان شہر میں شروع ہوا ہے۔ پانچ کروڑ روپے کا سول ہسپتال کھیوڑہ شہر میں شروع ہوا ہے۔اس کے علاوہ کالجز میں بلڈنگز کا تعمیر ہونا، شہر میں سٹیڈیم تعمیر کرنا اور اس کے علاوہ بہت بڑا کام جو کہ ضلع منڈی

بہاؤالدین، ضلع سرگودھا، ضلع جہلم اور چکوال کے چار اضلاع کو ملانے کے لئے دریائے جہلم پر ایک بہت بڑا پل کا مطالبہ جو کہ عرصہ دراز سے چلا آ رہا تھا اس پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس حکومت، جنرل پرویز مشرف صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب کو کہ جنہوں نے ایک ارب 15 کروڑ روپے کا پل نہ صرف منظور کیا بلکہ موجودہ بجٹ میں اس کے لئے رقم بھی جاری کر دی۔ یہ کام ہوتے ہیں جو لوگوں کو موقع پر نظر آتے ہیں جن کو لوگ دیکھتے ہیں تو پھر وہ اس حکومت کے ترقیاتی کاموں کا تصور کرتے ہیں۔ لوگوں کے لئے وسائل کے مطابق سہولتیں گھر پر مہیا کرنا جو کہ حکومت مہیا کر رہی ہے یہ کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ ممکن اسی وقت ہوتا ہے اگر آج ایک سب ڈویژن لیول پر 2۔ارب روپے تک خرچ ہو رہا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے، یہ ایک وژن اور کام کرنے کا طریق کار ہوتا ہے، یہ وسائل اکٹھے کرنے کی ایک لگن ہوتی ہے۔ ایک اصول اور ذہن میں منصوبہ ہوتا ہے اور اسی منصوبے کے تحت یہ رقمیں آتی ہیں اور پھر یہ علاقے میں خرچ ہوتی ہیں۔ یہ وہی منصوبہ ہے جو وژن چودھری پرویز الٰہی صاحب کا ہے اور یہ وہی منصوبہ ہے جو جنرل پرویز مشرف صاحب کی اپنی سوچ سمجھ اور طریق کار ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں اسی طور پر پنڈدادنخان کے ساتھ ساتھ یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے وہاں پر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جتنے بھی اضلاع ہیں وہ بے شک بہاولپور ہو، بہاولنگر ہو، رحیم یار خان، ملتان ڈویژن کے تمام اضلاع ہوں یا ڈیرہ غازی خان کے اضلاع ہوں وہاں جتنی بھی 32 سب ڈویژنیں ہیں ان سب کو سپیشل گرانٹ دی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنی ابتدائی سہولتیں عوام کو فراہم کرنے کے لئے کام کر سکیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے جتنی بھی کارکردگی کے لحاظ سے اپنی گنجائش کے مطابق عوام کی خدمت کی ہے، سابق بجٹوں میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی تسلسل، یہی طریق کار اور یہی سوچ رہے تو محرومیاں دور ہوں گی، ترقی ہوگی اور عام آدمی کو فائدہ ہوگا اور آسائشیں ملیں گی۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مرزا فرقان علی مغل صاحب!

مرزا فرقان علی مغل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! 08-2007 کا بجٹ موجودہ اسمبلی نے پیش کیا، ہم سب لوگ اس بات پر قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی دانشمندانہ قیادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ بجٹ میں مختلف شعبہ جات کے لئے رقوم کی فراہمی کی گئی ہے یہ حکومت کے ایک وژن کو حاصل کرنے کا، اس کے گول کو حاصل کرنے کا ایک طریق کار ہے

جو اس اسمبلی کے پہلے بجٹ سے لے کر آج تک ایک وژن بنایا گیا۔ قائد ایوان نے اپنی ٹیم کی مشاورت سے ایک ویژن بنایا اور الحمد للہ اب آپ دیکھیں کہ on ground اس کے نتائج آنا شروع ہو گئے ہیں۔ جب ہم اللہ کی مہربانی سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کوئی ماضی کے سیاستدانوں کی طرح ڈگڈگی بجا کر سیاسی مداریوں کی طرح عوام سے ووٹ نہیں مانگیں گے بلکہ اپنی کارکردگی کی بنیاد پر ووٹ مانگیں گے تو یہ بات بالکل بے جا نہیں ہے۔ ہماری عوام الحمد اللہ اتنی باشعور ہے کہ وہ یہ موازنہ کرنے میں حق بجانب بھی ہے اور کر بھی رہی ہے کہ پچھلے 55 سال میں جو ترقیاتی حوالوں سے جس طریقے سے لوگوں کو بے وقوف بنایا گیا، ان کے جذبات سے کھیلا گیا اور پچھلے ساڑھے چار پانچ سال میں جو کچھ کیا گیا وہ بھی ان کے سامنے ہے۔

جناب چیئر مین! صحت پر اگر ہم نظر ڈالیں تو اس میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایمر جنسی میں مفت ادویات کی فراہمی جو ہر شخص کو سہولت حاصل ہے۔ مختلف ہسپتالوں میں نئے بلاکس کا قیام، کہیں ایمر جنسی وارڈز کی تعمیر ہو رہی ہے، کہیں برن یونٹس کی تعمیر ہو رہی ہے، کہیں نئی مشینری اور نئے equipments انسٹال ہو رہے ہیں۔ اسی طرح بنیادی مراکز صحت اور رورل ہیلتھ سنٹرز کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے اور on ground وہ اپ گریڈ ہو رہے ہیں یہ کوئی سیاسی نعرہ نہیں ہے بلکہ عوام کی سہولت کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ میڈیکل کالجز میں سیٹوں کی تعداد کو بڑھایا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کریں اور ڈاکٹر بن کر اس ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔ اس بجٹ میں چونکہ صحت کے حوالے سے کافی زیادہ رقوم ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے allocate کی ہیں اب آگے یہ ان کی ٹیم کا اور ان کے ساتھ انتظامیہ کا کام ہے کہ اس کے ثمرات عوام تک کیسے پہنچیں گے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ چیف منسٹر پنجاب کے جو نظریات اور خیالات ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے یقیناً جو پہلے سے آج تک بہتری آتی جا رہی ہے انشاء اللہ اس بجٹ میں مزید بہتری آئے گی۔ یہاں میں وزیر صحت کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر جیسا کہ ایمر جنسی میں مفت ادویات آج کل مہیا کی جا رہی ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ اب قدم اور آگے بڑھائیے اور اس کے سکوپ کو وسیع کیجئے۔ اب اگلا قدم ہمارا یہ ہونا چاہئے کہ پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں تمام لوگوں کو آپریشن تھیٹرز میں آپریشن کے لئے تمام ادویات اور آلات کی فراہمی بھی مفت ملنی چاہئے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہاں ایک آئے دن issue اخبارات میں بھی ہائی لائٹ ہوتا ہے۔ گردہ کے متعلق میں یہاں پر عرض کروں گا کہ Dialysis کی سہولت زیادہ سے زیادہ اگر اہم اپنے عوام کو مہیا کر سکیں، یہ ان کی اتنی بڑی خدمت ہو گی کیونکہ کسی ایک فیملی میں کسی ایک شخص کے kidney failure کا مطلب یہ ہے کہ اس خاندان میں کسی ایک فرد کو نشے کی لت پڑ گئی ہے یعنی اس کے گھر کا اثاثہ تک فروخت ہو جاتا ہے اور اس خاندان کو اتنی زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جس کو وہی محسوس کر سکتا ہے جو اس تکلیف سے گزرتا ہو اس لئے میری گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ Dialysis کی سہولت کی فراہمی حکومت یقینی بنائے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل ہوں۔ ہیپاٹائٹس کے لئے حکومت کا ایک پروگرام ہے ان کی medicine کی فراہمی کے لئے میں گزارش کروں گا کہ صوبائی سطح پر بھی اس کو زیادہ موثر طریقے سے اس پر کام کیا جائے تاکہ ہیپاٹائٹس کی روک تھام ہو سکے اور اس کے مریضوں کو ریلیف مل سکے۔ اس کے علاوہ ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں جو ہماری کلینیکل اور پیتھالوجیکل لیبارٹریوں کو مزید اپ گریڈ کیا جائے۔ اگر ہم آج سے پانچ سال سے پہلے کے حالات کا موازنہ کریں تو واقعی ہی اس میں دن رات کا فرق ہے۔ جہاں کبھی سی ٹی سکین کا تصور نہیں ہوتا تھا آج وہاں ایم آر آئی بھی نصب کی جا چکی ہے یعنی ہر طرح کی کوشش کی گئی ہے اور میں اس موقع کی وساطت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مناسبت سے یہ عرض کروں گا کہ بے شمار فنڈز فراہم کئے جا رہے ہیں، وسائل دیئے جا رہے ہیں اب ضرورت ہے تو ہمارے میڈیکل سے وابستہ افراد، ہمارے ڈاکٹرز، پیرا میڈیکس کی dedication کی ضرورت ہے اب ان کو چاہئے کہ وہ اپنے کردار و عمل میں ایک ایسی لگن ایک ایسا جذبہ پیدا کریں کہ عوام کو حقیقی معنوں میں وہ ریلیف ملے جو چیف منسٹر چودھری پرویز الٰہی کا وژن ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر میں یہ گزارش کروں گا کہ ہسپتالوں میں ہمارے ہاں جو چھٹی کا concept ہے۔ میرے خیال کے مطابق جب کسی کو بیماری آتی ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتی کہ جناب! آج چھٹی ہے یا آج ورکنگ ڈے ہے۔ اس پر بھی توجہ دی جائے اور اتوار والے دن بھی کم از کم OPD میں یہ معاملات اس طریقے سے manage کئے جائیں کہ مریض وہاں سے استفادہ کر سکے اور بجائے اس کے کہ صبح آٹھ بجے سے لے کر دو بجے تک یہ OPD ورک کرے۔ وزیر صاحب اس پر توجہ دیں کہ کم از کم لوگوں کو سات آٹھ بجے شام تک یہ سہولت ہو۔ اس کے علاوہ آج کل ہمارے ہسپتال پھیل چکے ہیں ان میں نئے وراڈز بن چکے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی بہتر management کے لئے ان کو چھوٹے یونٹس میں

divide کیا جائے ان کو sectors میں divide کیا جائے تاکہ ہر سیکٹر میں مکمل توجہ ہو۔

جناب سپیکر! یہاں پر تعلیم کے حوالے سے پہلے بھی بات چیت ہوتی رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ای ایس آر پروگرام الحمدللہ بڑی کامیابی کے ساتھ دن بدن آگے بڑھ رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ پنجاب میں 63 ہزار سے زیادہ تعلیمی ادارے ہیں ان میں 80 فیصد سے زیادہ تعلیمی ادارے ایسے ہیں جن کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اب ایک سال میں یا چھ مہینے میں یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا لیکن پچھلے تین سال میں اگر ہم حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو بہت کچھ کیا گیا ہے اور ہو بھی رہا ہے۔ یہاں ہمیں اپنے ٹیچرز کی عزت نفس کی طرف خاص طور پر توجہ دینی پڑے گی، ان کی تنخواہوں کو اس لیول پر لے جانا پڑے گا کہ جہاں پر پوری dedication کے ساتھ ہماری اس قوم کی تعمیر کر سکیں۔ ہمارے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ اس کے علاوہ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ نئے کالجز بھی بن رہے ہیں، ہائیر ایجوکیشن کمیشن کا اپنا ایک سلسلہ بڑے اچھے انداز میں آگے بڑھ رہا ہے اور بے شمار ایسے فیلڈ، ہیں بے شمار ایسے معاملات ہیں کہ جہاں ایجوکیشن کی بہتری کی طرف قدم بڑھائے جا رہے ہیں۔ یہاں وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکینڈری ایجوکیشن ہر دو سال کے بعد اپنی پالیسی تبدیل کرتا ہے۔ خدارا! اس کو harmonize کیجئے اس کو uniform بنایئے۔ اسی طرح سلیبس کا ایک دیرینہ مسئلہ ہے اس کو uniform بنایئے، اس کو harmonize کیجئے اس کے علاوہ میں آخر میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک Sanitation Water Supply کا تعلق ہے، یہ کوئی لفاظی نہیں یا کوئی سیاسی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ جب میں اپنے حلقے میں الیکشن کی مہم کے لئے گیا تھا تو کم از کم میرے حلقے میں 50 مقامات ایسے تھے کہ جہاں لوگ اپنے گھروں میں میت کو بھی نہیں رکھ سکتے تھے کہ سیوریج کا اتنا گندہ پانی ان کے گھروں کے سامنے جمع ہوتا تھا کہ لوگ وہاں آ نہیں سکتے۔ آج الحمدللہ سارے مقامات ٹھیک ہو چکے ہیں۔ ملتان کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ایک فاضل دوست ایم پی اے صاحب نے یہاں پر کہا تھا اور ملتان کی ایسی تصویر کشی کی تھی کہ جیسے ملتان ایک قبائل قرون موسیٰ کا منظر پیش کر رہا ہو گا۔ آج اور پانچ سال پہلے کے ملتان میں زمین آسمان کا فرق آیا ہے۔ پچھلے پچاس سال میں بھی اتنے ترقیاتی کام نہیں ہوئے تھے جتنے اس موجودہ حکومت نے پچھلے پانچ سال میں کام کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے آپ کا کرایہ بھی ادا کروں گا اور کہوں گا کہ reality on ground کو

دیکھا جائے، on ground reality کچھ اور ہے اور سیاسی شعبدہ بازیاں کچھ اور ہیں۔ اگر ہم تحمل سے اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ اگر ہم اپنی عوام کی خدمت کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام دوست اپنی ذمہ داری پوری کریں تو وہ زیادہ بہتر نتائج لا سکتی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ سجیلہ انصر باجوہ صاحبہ!

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے بجٹ 08-2007 پر بحث کا موقع دیا۔ میں وزیر خزانہ جناب حسنین بہادر دریشک اور کابینہ کے تمام ممبرز کو اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر نہایت مبارک پیش کرتی ہوں۔ آج جو ہم سب کو بجٹ پر بات کرنے کا موقع مل رہا ہے میں یہ کہوں گی کہ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی خاص مہربانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت ہے اور خاص طور پر پنجاب کی خدمت کے لئے اپنا ایک مربوط اور جامع پروگرام بجٹ 08-2007 کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کر چکی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ پاکستان مسلم لیگ کا مسلسل پانچواں بجٹ ہے جو کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک مثال ہے اور یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کوئی بھی حکومت مسلسل پانچواں بجٹ اسمبلی میں اس طرح پیش کر رہی ہے۔ اس طرح کے اعزاز صرف انہی حکومتوں کو حاصل ہوا کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص ہی رحمت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی سے یہ ممکن ہوا ورنہ ہماری اپوزیشن کے ارکان تو پہلے دن سے ہی اسمبلیوں کے ٹوٹنے کے خواب دیکھ رہے تھے جو کہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے اور نہ ہوں گے لیکن ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا خاص فضل کیا اور ہمیں پاکستان کی خدمت کرنے کا موقع عطا کیا۔

جناب چیئرمین! پاکستان مسلم لیگ پاکستان کی بانی جماعت ہے یہ وہ جماعت ہے کہ جس نے اپنا تن من دھن سب کچھ پاکستان کی تعمیر کے لئے خرچ کر دیا اس لئے پاکستان مسلم لیگ کی بنیادیں بہت گہری اور بہت مضبوط ہیں اور یہ ہمیشہ باقی رہنے والی جماعت ہے۔ اس کی ساکھ کو نقصان پہنچانا اتنا آسان نہیں کہ جتنا یہ لوگ سوچتے ہوں۔ ہم لوگ خوش قسمت ہیں کہ ہمیں جنرل پرویز مشرف اور چودھری پرویز الٰہی صاحب جیسی قیادت نصیب ہوئی ہے اور ہم ان قائدین کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں جو کہ نہ صرف یہ جانتے ہیں کہ قیادت کیسے کرنی ہے بلکہ وہ یہ بھی

جانتے ہیں کہ قیادت سے وابستہ امیدوں کو کیسے پورا کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! بجٹ 08-2007ہر لحاظ سے عوام کی امیدوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی حکومت پالیسی کے چار بنیادی مقاصد بڑے دانشمندی سے طے کئے۔یہ مقاصد ان کی قائدانہ صلاحیتوں کی عکاسی کر رہے ہیں۔یہ مقاصد یہ تھے غربت کا خاتمہ سماجی،خدمت یعنی عوام کو سہولتوں کی فراہمی ،اقتصادی ترقی اور علاقائی تفریق کا خاتمہ کرنا،ان مقاصد کے حصول کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے وژن 2020 پیش کرکے عوام کی معاشی اور سماجی ترقی کے لئے ایک مربوط منصوبہ تیار کیااور اس پر عملدرآمد مسلسل جاری ہے اور موجودہ بجٹ انہی مسلسل کاوشوں کی ایک نہایت سنجیدہ کاوش ہے۔

جناب چیئرمین!ایجوکیشن اور ہیلتھ کے شعبوں کی اہمیت سے کوئی بھی ملک انکار نہیں کر سکتا۔جن ممالک نے ان دونوں شعبوں کو سنجیدگی سے سوچااور ان کے لئے کام کیاوہ آج ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے بھی ایجوکیشن اور ہیلتھ سیکٹر میں انقلابی اقدامات کرنے کا جو عزم اٹھایا تھااس کے پیش نظر انہوں نے مربوط پروگرام بنائے ہیں جن میں ایجوکیشن ریفارمز پروگرام اور ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام شامل ہیں۔ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کی کارکردگی آپ سب کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین!پہلی دفعہ پنجاب میں ایک انقلابی پروگرام سامنے آیا ہے جس سے عوام بھرپور فائدہ اٹھارہے ہیں۔اس سلسلے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ میٹرک تک تعلیم کی مفت فراہمی، درسی کتب کی ترسیل،اس کے علاوہ missing facilitiesیہ تمام انقلابی اقدامات ہیں اور اس سے پہلے کبھی کسی حکومت نے ایسے اقدامات نہیں کئے۔انہی اقدامات کے پیش نظر ہم دیکھ رہے ہیں کہ پنجاب میں میٹرک تک شرح خواندگی 47 فیصد سے بڑھ کر 62 فیصد ہو گئی ہے اور پرائمری تعلیم کی شرح 45 فیصد سے بڑھ کر 70 فیصد ہو گئی ہے۔بچیوں کی تعلیم کو ہمیشہ سے والدین کے لئے ایک بوجھ سمجھا جاتا تھااور اسی لئے والدین اپنی بچیوں کو سکول میں بہت کم بھیجتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے بیٹے تعلیم حاصل کر لیں اور بیٹیاں گھر کے کام کاج میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹائیں۔پہلی دفعہ اس سوچ کو وزیراعلیٰ پنجاب کے پڑھے لکھے پنجاب کے خواب نے changeکیا ہے اور اب لوگ بڑی خوشی سے اپنی بچیوں کو بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدارس میں بھیج رہے ہیں۔

جناب چیئر مین! جہاں تک ہیلتھ سیکٹر کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام نے بہت انقلابی اقدامات کئے ہیں اور پہلی دفعہ بنیادی مراکز صحت کو activate کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پہلی دفعہ غریب آدمی بھی صوبے کے سرکاری ہسپتالوں سے ایمرجنسی سے مفت ادویات حاصل کرنے لگا ہے۔

جناب چیئر مین! جہاں تک زرعی شعبے کا تعلق ہے تو زرعی شعبے میں حکومت کی حکمت عملی شروع سے ہی کسان دوست رہی ہے یہی وجہ ہے کہ حکومت نے کاشتکاروں کے لئے اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ اور خریداری کو یقینی بنایا ہے اور ایک لاکھ سے زیادہ بے زمین کسانوں کو زمین فراہم کی گئی ہے۔

جناب چیئر مین! حکومت پنجاب نے 08-2007 کا ترقیاتی بجٹ 150۔ارب روپے تجویز کیا ہے تاکہ عوامی فلاح و بہبود کے بنائے گئے منصوبوں کو بھرپور طریقے سے کامیاب بنایا جا سکے۔ تعلیم، صحت، فراہمی آب و نکاسی، روڈ سیکٹر اور مقامی حکومتوں کی ترقیاتی ضروریات کے پیش نظر بجٹ میں خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔

جناب چیئر مین! بجٹ 08-2007 میں کوئی نیا ٹیکس لگایا گیا ہے اور نہ ہی موجودہ ٹیکسوں کی شرح میں کوئی اضافہ کیا گیا ہے۔ ہمیشہ کی طرح اس بجٹ میں بھی سرکاری ملازمین کو اہمیت دیتے ہوئے ان کی تنخواہ میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور وفاقی طرز پر پنشنروں کی پنشن میں بھی 15 سے 20 فیصد اضافہ کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ ایک خوش آئند قدم ہے۔

جناب چیئر مین! سب سے زیادہ پسا ہوا طبقہ جو کہ زندگی کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے اور جس طبقے کو ماضی میں ignore کیا جاتا رہا ہے اور کسی بھی حکومت نے کوئی بھی ایسا قابل تعریف تاریخی فیصلہ نہیں کیا کہ ان کے حالات زندگی میں کوئی مستقل بہتری آ سکے۔ اس سے طبقاتی کشمکش پیدا ہوئی جس سے بہت سے مسائل نے جنم لیا۔ انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے 6 لاکھ 46 ہزار غریب ترین خاندانوں کے لئے -/500 روپے ماہانہ فی کنبہ نقد امداد کا تاریخی اعلان کیا ہے۔ ان تمام منصوبوں کے علاوہ بجٹ میں اور بھی بہت سے ایسے اقدامات تجویز کئے گئے ہیں جو وقتی اور عوامی ضرورت ہیں۔

جناب چیئر مین! بجٹ کا پیش ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ماضی میں بھی بہت سی حکومتیں آئیں اور انہوں نے اپنے اپنے وسائل اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی اپنی

تجاویز عوام کے سامنے پیش کیں اور ان پر کم یا زیادہ عملدرآمد بھی ہوا لیکن حکومت پنجاب وزیراعلیٰ پنجاب کی قیادت میں عملی سیاست پر یقین رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو بھی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! جب سے حکومت برسراقتدار آئی ہے تو مفاد عامہ کے جو بھی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں، ان کو عمل کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے حکومت کی مشینری ہمہ وقت سرگرداں ہے۔ اب رہی بات ہماری حکومت پر اعتراضات کی تو وہ ایسی بات ہے کہ ایک بھرپور تعلیمی، صنعتی، معاشی اور معاشرتی انقلاب کے بعد بھی یہ اعتراضات باقی ہی رہیں گے کیونکہ اس وقت انقلاب معاشرہ کی جتنی ضرورت ہے اتنی ہی ذہنی انقلاب کی بھی ضرورت ہے اور ذہنی انقلاب اسی صورت میں آسکتا ہے جب ہر فرد مثبت سوچنا شروع کر دے اور اپنے اپنے عمل میں خود کو دیکھے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور اپنے عمل کا خود ہی احتساب کرے۔ جب ہر بندہ اپنے عمل کا خود احتساب کرے گا اور بحیثیت قوم مجموعی طور پر ذہنی انقلاب برپا ہو جائے گا تو اس دن پاکستان واقعی صحیح معنوں میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گا۔ میں اپنے اپوزیشن بہن بھائیوں سے درخواست کرتی ہوں کہ آیئے ہم سب مل کر اس دن کو لانے کی کوشش کریں جس دن ہم خود احتسابی کا آغاز کر دیں گے۔ پھر پاکستان کی سالمیت اور ترقی کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ ہم ایمانداری اور خلوص نیت سے پاکستان کے حامی بن کر حکومت کا ساتھ دیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اب اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے اور اجلاس پیر مورخہ 18۔جون کی صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔